ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ جرمن کرکٹ بورڈ کے صدر کے ہمراہ

القرآن الحکیم

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ﴿۷۳﴾
لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۴﴾ ع

ہم نے کامل امانت (یعنی شریعت) کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تھا۔ لیکن اس کے اٹھانے سے انہوں نے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے لیکن انسان نے اس کو اٹھا لیا۔ وہ یقیناً بہت ظلم کرنے والا (اور) عواقب سے بے پرواہ تھا۔

(ہمارے اس شریعت کے بوجھ لادنے کا) نتیجہ یہ ہوا کہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اللہ نے عذاب دیا۔ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں پر فضل کیا اور اللہ ہے ہی بڑا بخشش کرنے والا (اور) بار بار کرم کرنے والا ——— (سورۃ الاحزاب)

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنْتُ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمُرَةَ وَاَبُوْ اُمَامَةَ فَقَالَ اِنَّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ لَيْسَ مِنَ الْاِسْلَامِ فِيْ شَيْءٍ اِنَّ اَحْسَنَ النَّاسِ اِسْلَامًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔

——— (رواہ احمد بسند جیّد)

سیّدنا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حُسنِ خلق کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مجلس میں جس میں سمرہؓ اور ابوامامہؓ بھی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اس مجلس میں حضورؐ نے فرمایا بد خلقی، بد کلامی، بے حیائی کا زبان پر لانا یا بے حیائی کے کام کرنا۔ گالی گلوچ اور بے حیائی کے ارتکاب میں حد سے بڑھ جانے کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ اور اسلام کے اعتبار سے سب سے اچھا انسان وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

ذوالحجہ ۱۴۱۱ھ، وفا ۱۳۷۰ھش، جولائی ۱۹۹۱ء

جلد ۱۶ شمارہ ۷

مجلس ادارت

صدر مجلس: عبد اللہ واگس ہاؤزر
امیر جماعت احمدیہ

نگران: مسعود احمد جہلمی
مشنری انچارج

ایڈیٹر: عمر خان احمد خان

نائبین:
ڈاکٹر عمران احمد خان — انس محمود منہاس
ڈاکٹر وسیم احمد طاہر — خلیق سلطان انور

خطاطی: سعید اللہ خان

پبلشر: اسمٰعیل نوری

مینیجر: فلاح الدین خان

معاون مینیجر: ندیم احمد

قیمت : ایک مارک

فہرست مضامین

اداریہ — ۲
ملفوظات — ۳
ارشادات خلفائے سلسلہ — ۴
خُطبہ جُمعہ — ۵
جامعہ احمدیہ — ۱۱
مجلس مشاورت — ۱۷
پاکستان کی ہاکی ٹیم — ۱۹
مقالہ خصوصی — ۲۰
نظامِ نَو کا آسمانی منصوبہ — ۲۲
قاہرہ میں رمضان — ۲۳
نور مسجد میں وفود کی آمد — ۲۵
جلسہ سالانہ کی اغراض — ۲۶
جلسہ سالانہ برطانیہ — ۲۷
برلن مشن کی سرگرمیاں — ۳۰
بوپارڈ میں تقریب — ۳۱
اوقاتِ نماز — ۳۳
مینا بازار — ۳۴

اداریہ

ہمارے جذبۂ قربانی وایثار کو درپیش چیلنج

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جرمنی میں مقیم ہم احمدیوں کے جذبۂ قربانی و ایثار پر بھرپور اعتماد کرتے ہوئے اس توقع کا اظہار فرمایا ہے کہ ہم بتائید و توفیق الٰہی جرمنی کے طول و عرض میں سَو مساجد تعمیر کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے۔ حضور ایدہ اللہ کا ہمارے جذبۂ قربانی و ایثار پر اس درجہ اعتماد کا اظہار فرمانا ہمارے لئے غیر معمولی اعزاز کا موجب ہے۔ لیکن یہ اعزاز اُس وقت ہی مستقل حقیقت کا روپ دھار سکتا ہے جب ہم اس اعتماد پر پورا اُترنے کی بھرپور کوشش کریں اور اپنے عزم کو عمل میں ڈھال کر منزلِ مقصود کی طرف تیز رفتاری سے بڑھتے چلے جائیں۔

اس عظیم الشان منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی جدوجہد میں حال ہی میں ایک نیا موڑ آیا ہے۔ وہ نیا موڑ یہ ہے کہ غیر احمدی مولویوں نے اس منصوبہ پر خطرہ کا اظہار کرتے ہوئے اس کی مخالفت شروع کر دی ہے۔ چنانچہ عبدالوہاب نامی ایک مولوی نے جو پچھلے دنوں جرمنی آئے ہوئے تھے اپنی ایک تقریر میں ہمارے اس منصوبہ پر برہمی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی شدید مخالفت کی۔

یہ منصوبہ اول دن سے ہمارے لئے ایک چیلنج کی حیثیت تو رکھتا ہی ہے لیکن مولویوں کی طرف سے اس کی حالیہ مخالفت کے بعد اس چیلنج میں ایک نئی تندی و تیزی پیدا ہو گئی ہے اور یہ نئی تندی و تیزی ہمیں دعوت دے رہی ہے کہ ہم اپنے اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی جدوجہد کو تیز سے تیز تر کر دیں اور اسے جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں اور اس بارہ میں اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر عمل پیرا ہو کر کامیابی سے ہمکنار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اہل حق کو یہ یقین دلایا ہے کہ اگر وہ دو باتوں پر عمل پیرا رہیں گے تو ان کے مخالفوں کی کوئی تدبیر بھی اُنہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی اور اللہ تعالیٰ ان کی مخالفانہ چالوں کو پاش پاش کر کے رکھ دے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّکُمْ کَیْدُھُمْ شَیْئًا اِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ۝ (سورۃ آل عمران آیت ۱۲۱)

یعنی اے مومنو! اگر تم صبر (ہمت و استقلال) کا مظاہرہ کرو گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہارے مخالفوں کی چال تمہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ یقیناً اسے پارہ پارہ کرنے والا ہے۔

اللہ کے بتائے ہوئے اس طریق کے مطابق ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم یکصد مساجد تعمیر کرنے کے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی جدوجہد کو پہلے سے اور زیادہ تیز کر دیں یعنی اس راہ میں مالی قربانیوں کے معیار کو بلند سے بلند تر کرتے چلے جائیں اور مساجد کے لئے قطعات زمین کے حصول میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم استقامت اور استقلال سے کام لے کر عدیم النظیر صبر کا مظاہرہ کریں اور پھر اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھاتے چلے جائیں تاکہ خدا تعالیٰ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ کے مطابق ہماری مالی قربانیوں اور دعاؤں کو قبول فرما کر ہمیں ہمارے مقصد میں کامیاب و کامران فرمائے۔

اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے تعلق میں صبر اور تقویٰ کی بنیادی اہمیت کے پیشِ نظر جرمنی کے مبلغ انچارج مکرم مولانا مسعود احمد صاحب جہلمی نے ۱۶ جون کو جماعت احمدیہ جرمنی کی دسویں شوریٰ میں تقریر کرتے ہوئے احباب جرمنی کو توجہ دلائی ہے کہ وہ ہر مہینہ کی پہلی جمعرات کو نفلی روزہ رکھیں اور نماز تہجد میں اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا ہونے کے لئے درد و الحاح سے دعائیں کریں۔ اگر ہم اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنے صبر اور تقویٰ کے معیار کو بلند کرتے چلے جائیں گے تو خدا تعالیٰ ہمیں سو مساجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرما کر ہمیں اپنی جناب میں سرخرو اور فائز المرام کر دکھائے گا۔ انشاء اللہ العزیز و باللہ التوفیق۔

خُدا اپنے خاص بندوں کیلئے بڑی غیرت رکھتا ہے اور ہر خطرہ سے انہیں بچالیتا ہے

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"یہ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی غیرت کبھی تقاضا نہیں کرتی کہ اس کو (اپنے بندہ کو) ایسی حالت میں چھوڑے کہ وہ ذلیل ہو کر پیسا جاوے۔ نہیں بلکہ وہ خود وحدہٗ لاشریک ہے وہ اپنے بندہ کو بھی ایک فرد اور وحدہٗ لاشریک بنا دیتا ہے۔ دنیا کے تختہ پر کوئی انسان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہر طرف سے اس پر حملے ہوتے ہیں اور ہر حملہ کرنے والا اس کی طاقت کے اندازہ سے بے خبر ہو کر جانتا ہے میں اُسے تباہ کر ڈالوں گا لیکن آخر اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا بچ نکلنا انسانی طاقت سے باہر کسی قوت کا کام ہے۔ کیونکہ اگر اسے پہلے سے یہ علم ہوتا تو وہ حملہ بھی نہ کرتا۔ پس وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے حضور ایک تقرّب حاصل کرتے ہیں اور دنیا میں اس کے وجود اور ہستی پر ایک نشان ہوتے ہیں بظاہر اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ہر ایک مخالف اپنے خیال میں یہ سمجھتا ہے کہ میرے مقابلہ میں یہ بچ نہیں سکتا، کیونکہ ہر قسم کی تدبیر اور کوشش کے نتائج اسے یہیں تک پہنچاتے ہیں، لیکن جب وہ اس زد میں سے ایک عزّت اور احترام کے ساتھ اور سلامتی سے نکلتا ہے تو ایک دم کے لئے تو اُسے حیران ہونا پڑتا ہے کہ اگر انسانی طاقت کا ہی کام تھا، تو اس کا بچنا محال تھا، لیکن اب اس کا صحیح سلامت رہنا انسان کا نہیں بلکہ خدا کا کام ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۱۳)

"میں تمہیں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ قبل از نزولِ بلا دُعا کرتے ہیں اور استغفار کرتے اور صدقات دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کرتا ہے اور عذابِ الٰہی سے اُن کو بچالیتا ہے۔ میری ان باتوں کو قصّہ کے طور پر نہ سُنو۔ میں نصحاً للہ کہتا ہوں اپنے حالات پر غور کرو اور آپ بھی اور اپنے دوستوں کو بھی دُعا میں لگ جانے کے لئے کہو۔ استغفار، عذابِ الٰہی اور مصائبِ شدیدہ کے لئے سِپر کا کام دیتا ہے۔ اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ اس عذابِ الٰہی سے تم محفوظ رہو، تو استغفار کثرت سے پڑھو۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۳۴)

انسانی عادات اور رسومات احکامِ الٰہی کی خلاف ورزی کا موجب ہوتی ہیں

احکامِ الٰہی کے انکار کی وجہ بغاوت ہوا کرتی ہے اس سے بچو

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"انسان میں ایک مرض ہے جس میں یہ ہمیشہ اللہ کا باغی بن جاتا ہے اور اللہ کے رسول اور نبیوں اور اس کے اولوالعزموں اور ولیوں اور صدیقوں کو جھٹلاتا ہے وہ مرض عادت، رسم و رواج اور دم نقد ضرورت یا کوئی خیالی ضرورت ہے یہ چار چیزیں میں نے دیکھا ہے چاہے کتنی نصیحت کرو جب وہ اپنی عادت کے خلاف کوئی بات دیکھے گا یا رسم کے خلاف یا ضرورت کے خلاف، تو اس سے بچنے کے لئے کوئی نہ کوئی عذر تلاش کرے گا۔ میں نے کئی آدمیوں کو دیکھا ہے ان کو کسی بُرائی یا بدعادات سے منع کیا جائے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم کتنی نیکیاں کرتے رہتے ہیں یہ بدعادت ہوئی تو کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بدی ان کو بدی معلوم نہیں ہوتی۔ انبیاء اور خلفاء اور اولیاء اور ماموروں کی مخالفت کی یہی وجہ ہے۔ یہ قرآن کریم آیا اور اس نے ان کتابوں کی تصدیق کی اور وہی پہلے لوگوں سے بیان کیا کرتے تھے مگر جب قرآن شریف آیا.... انہوں نے اسی کا انکار کر دیا.... تو اللہ سے وہ بعید ہو گئے۔ ایک آدمی جب جھوٹ بولنے لگتا ہے تو پہلے تو مخاطب کو کہتا ہے کہ میری بات کو جھوٹا نہ سمجھنا۔ میں تمہیں سچ سچ بتاتا ہوں، میں تو جھوٹے کو لعنتی سمجھتا ہوں۔ مگر ہوتا دراصل وہ خود ہی جھوٹا ہے.... یہ بہت بُری بات ہے۔ وہ اللہ کا انکار کرتے ہیں۔ صرف بغاوت کی وجہ سے داؤد و سلیمانؑ کا انکار کیا اور ان کی مخالفت کی۔ اس وجہ سے ان پر لعنت پڑی اور تتر بتر ہو گئے۔ ہسپانیہ میں اللہ کی مخالفت ہوئی ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا۔ مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیا گیا۔ صرف عمدہ عمدہ کتابیں لے جانے کی اجازت دی گئی۔ مگر ان کتابوں کے تینوں جہاز جو انہوں نے بھرے تھے بمع آدمیوں کے غرق کر دیئے گئے۔ بغداد میں احکام الٰہی کا مقابلہ کیا گیا تو اِن کا نام و نشان اٹھا دیا۔ (ان کے رب کے ہاں ان کے لئے سلامتی کا گھر ہے) کے تفاول پر اس کا نام دارالسلام رکھا گیا تھا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ دسمبر ۱۹۱۳ء)

خدا تعالیٰ کے افضال اور اکرام کا یقینِ کامل انسان کو موت سے بے خوف کر دیتا ہے

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"انسانی زندگی کے لئے سب سے خطرہ کی بات موت ہی ہوتی ہے مگر موت ان کے لئے (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے لئے) ایک پردہ تھا جو ہٹ جاتا تھا اور وہ اپنے محبوب کا دیدار کر لیتے تھے۔ لکھا ہے کہ ایک جنگ میں حضرت ضرار کے سامنے دو تین صحابی قتل کئے گئے اور پھر ان کو بلایا کہ آؤ مقابلہ کے لئے نکلو۔ ضرار یہ سن کر بھاگے بھاگے اپنے خیمہ کی طرف گئے۔ دشمنوں نے سمجھا کہ بھاگ گئے ہیں۔ آپ جلدی سے خیمہ سے واپس آ گئے تو صحابہؓ نے پوچھا آپ کیوں بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آج میں نے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں۔ میں نے خیال کیا کہ میری نسبت یہ خیال کیا جائے گا کہ ضرور دشمن سے ڈرتا ہے اور اپنی جان کو بچانا چاہتا ہے اسی لئے اس نے دو زرہیں پہنی ہیں لیکن میں موت کو ایک پردہ سمجھتا ہوں جس کے اٹھنے کے بعد جنّت ہے اور جس کے اٹھنے کے بعد نعمتیں اور فضل ہیں اسی لئے میں خیمہ میں گیا تھا اور دونوں زرہوں کو اتار کر مقابلہ کے لئے آیا ہوں۔ پھر لکھا ہے کہ جب کبھی سخت جنگ ہوتی تھی تو صحابہؓ اپنی چھاتی سے کپڑا بھی ہٹا دیتے تھے تاکہ اپنے اور خدا کے درمیان یہ بھی حائل نہ رہے اور یہ بھی روک نہ بنے۔ کیوں اس طرح کرتے تھے اس لئے کہ ان کو جو اللہ تعالیٰ کے انعاموں کی رجا تھی اور اس کے فضلوں کی امید تھی اور جو خدا کے وعدے ان کے ساتھ تھے وہ مرنے سے نہیں ڈرتے تھے تو پھر اس کے سامنے دشمن کہاں ٹھہر سکتا ہے۔ دیکھو پاگل کو چونکہ اپنی جان کا ڈر نہیں ہوتا اس لئے اس کو دس دس آدمی بھی پکڑتے ہیں تو وہ چھڑا لیتا ہے۔ اس میں زیادہ طاقت نہیں آ جاتی بلکہ اس کی عقل پر ایسا پردہ پڑ جاتا ہے جو اسے موت سے بالکل بے خوف کر دیتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے بچاؤ کا کوئی پہلو مدنظر نہ رکھ کر زور لگاتا ہے اور چھوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے افضال اور یقینِ کامل بھی انسان کو موت سے بے خوف کر دیتا ہے۔ دیکھو اگر ایک انگارہ پڑا ہوا ہو تو اس کو ہاتھ لگانے سے انسان احتیاط کرتا ہے۔ لیکن جب وہ اسے انگارہ ہی نہ سمجھے بلکہ لعل سمجھے تو پھر احتیاط نہیں کرتا۔ اسی طرح جب تک انسان موت کو ایک خطرناک تکلیف اور دکھ اور مصیبت سمجھتا ہے اس وقت تک خواہ وہ کتنا ہی بہادر ہو مرنے سے پہلو بچاتا ہی رہتا ہے لیکن جب وہ یہ سمجھ لے کہ اس موت میں دُکھ نہیں بلکہ عین راحت اور آرام ہے تو پھر اس کے لئے اپنی جان پر کھیل جانے میں کوئی روک نہیں رہ جاتی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ اپریل ۱۹۱۵ء)

خطبہ جمعہ

سورۃ فاتحہ بے اندازوسعتوں کی حامل ایک عظیم الشان سورۃ ہے

اگر آپ سورۃ فاتحہ کی وسعتوں کو سمجھیں گے تو یہ آپ کی تمام حالتوں اور وسعتوں پر حاوی رہیگی

یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ کی کوئی حالت سورۃ فاتحہ کی وسعتوں سے باہر نکل جائے

سجدہ کی انتہائی جھکی ہوئی حالت سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کی ہر ترقی کا راز اس کے عجز میں پنہاں ہے

جتنا زیادہ عجز سے وہ خدا کے حضور گرے گا اور جھکے گا اتنی ہی زیادہ اسے سربلندی عطا کی جائے گی

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۰ء مطابق ۲۸ فتح ۱۳۶۹ ہش بمقام مسجد فضل۔ لندن

(مرتبہ :۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید، لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

آج کا جمعہ امسال آخری جمعہ ہے جو ہمیں اکٹھے پڑھنے کی توفیق عطا ہو رہی ہے عام طور پر اس جمعہ میں موضوع "وقفِ جدید" ہوا کرتا ہے لیکن روایت یہ بھی رہی ہے کہ ضروری نہیں کہ سال کے آخری جمعہ کو وقفِ جدید کے لئے وقف رکھا جائے بلکہ اگلے سال یعنی آئندہ آنے والے سال کے پہلے جمعہ میں بھی بعض دفعہ وقفِ جدید کے موضوع پر خطبہ دیا جاتا ہے۔ چونکہ میں نے نماز سے متعلق موضوع شروع کر رکھا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ آج کے خطبے میں نماز ہی کے موضوع کو جاری رکھا جائے۔ اگر خدا کے فضل کے ساتھ آج کا مضمون مکمل ہو گیا تو پھر آئندہ جمعہ وقفِ جدید کے موضوع پر خطبہ دیا جائے گا اگر ضرورت محسوس ہوئی تو دوبارہ انشاء اللہ اسی موضوع کی طرف واپس آسکتے ہیں۔ اگر مضمون مکمل ہو گیا تو پھر واپس آنے کی ضرورت نہیں۔ اگر نہ ختم ہو سکا تو پھر انشاء اللہ دوبارہ اسی موضوع کی طرف واپس آجائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی صفتِ مالکیت کی عظمت وشان

مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ سے متعلق میں نے بتایا تھا کہ لفظ "مالک" میں ہر چیز کا مالک ہونے کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ہر چیز پر قادر ہونا بھی داخل ہو جاتا ہے اور ہر چیز پر اس کی بادشاہت کا مضمون بھی "مالک" ہونے پر صادق آتا ہے۔ اس سلسلے میں یہ بات پیشِ نظر رکھنی چاہیئے کہ پہلی تینوں صفات یعنی ربّ، رحمان اور رحیم مالکیت کے ساتھ مل کر اور زیادہ وسعت اختیار کر جاتی ہیں۔ اگر مالکیت سے الگ ان تین صفات کا ذکر کیا جائے تو خدا تعالیٰ کی ذات میں ایک نقص واقعہ ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ اس مضمون کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام اور عیسائیت کے موازنے کی گفتگو میں بیان فرمایا۔ عیسائیت کے نزدیک خدا تعالیٰ ربّ بھی ہے، رحمان بھی ہے، رحیم بھی ہے لیکن اس کے باوجود معاف نہیں کر سکتا کیونکہ مالک کا کوئی تصور بائیبل نے اس رنگ میں پیش نہیں کیا جیسے قرآن کریم نے خدا تعالیٰ کی ملکیت کا تصوّر پیش فرمایا ہے اس مضمون کو آپ انسانی معاملات اور تجارب پر چسپاں کر کے دیکھیں تو بات بالکل واضح ہو جائے گی۔ ایک جج کرسیٔ انصاف پر بیٹھتا ہے اس میں ربوبیّت کی صفات بھی ہیں، رحیمیت کی صفات بھی ہیں مگر چونکہ نہ وہ قانون کا مالک ہے نہ دوسری سب چیزوں کا مالک ہے اس لئے جہاں معاملات کا فیصلہ انصاف کی رُو سے کرنا ہو گا اس کی قوّتِ فیصلہ انصاف کے دائرے میں ہی محدود رہے گی۔ ایک ذرّہ بھی وہ انصاف سے باہر نکل کر ان معنوں میں فیصلہ نہیں دے سکتا کہ نیا قانون جاری کر دے، ایسی تقدیر بنا لے کہ جس کی بناء پر جس کے ساتھ وہ رحمانیت کا سلوک کرنا چاہے اس کے حق میں فیصلہ دے سکے۔ اسی طرح وہ کسی کی چھینی ہوئی چیز کسی کو بخش نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ مالک نہیں ہے اور اپنی طرف سے کچھ دینے کا اس کو اختیار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس موضوع کو بہت ہی اہمیت دی اور بڑی تفصیل سے اس موضوع پر بحثیں فرمائیں۔ آپ نے بتایا کہ اس خدا کو جو مالک نہ ہو یقیناً اسی طرح BEHAVE (سلوک) کرنا چاہیے یا بالفاظ دیگر اسے اسی طرح معاملات کرنے چاہیئں جس طرح عیسائیت کے ہاں خدا کا تصوّر ہے کہ اگر انسان گناہ کرے تو وہ اس لئے معاف نہیں کر سکتا کہ معاف کرنا اس کی عدل کی صفت کے خلاف ہے اور عدل سے باہر وہ جا نہیں سکتا۔ اس لئے اس مسئلے کا حل یہ نکالا کہ مزعومہ بیٹے کو جس کے متعلق عیسائیت کا عقیدہ ہے کہ وہ خدا کا بیٹا تھا،

اُسے قربان کردیا اور اس کے بدلے باقی بنی نوع انسان کے گناہ بخش دیئے۔ یہ ایک اُلجھا ہوا اور بڑا لمبا مضمون ہے جس کی تفاصیل میں جانے کا یہاں موقعہ نہیں مگر اصل روک جو عیسائیوں کے ذہنوں میں ہے وہ یہی ہے کہ کیوں خدا معاف نہیں کرسکتا اس لئے کہ وہ محض عادل ہے اور مالک نہیں ہے۔ اسی طرح مَلک نہیں ہے اور قانون سازی کے اختیار نہیں رکھتا۔ پس ربّ، رحمان اور رحیم یہ تین صفات بہت ہی حسین اور دلکش ہیں لیکن اگر مالک ہونے سے الگ رہیں تو محدود ہوجاتی ہیں۔ برخلاف اس کے مالک کے ساتھ جب مل جاتی ہیں تو پھر ایک عظیم الشان جلوہ دکھاتی ہیں جس کا کوئی کنارہ دکھائی نہیں دیتا۔

انسان اللہ تعالیٰ کے صفت مالکیّت سے بھی حصّہ لیتا ہے

ان معنوں میں انسان تو مالک نہیں بن سکتا لیکن انسان خدا کی مالکیّت کے کچھ نہ کچھ مزے چکھ سکتا ہے اگر وہ اپنی ملکیت میں لوگوں کو شریک کرے اور لوگوں کو معاف کرنے کی عادت ڈالے جیسا کہ مالک ہونے کی وجہ سے ہمارا رب ہمیں معاف کردیتا ہے۔ پس یہ بات نہیں ہے کہ مالکیّت کی صفت سے ہم کچھ بھی حصّہ نہیں لے سکتے۔ ہم مالکیّت کی صفت سے حصّہ لے سکتے ہیں اور وہ اس طرح کہ اپنے اپنے دائرے میں جس حد تک ہمیں خدا تعالیٰ نے کسی چیز کا مالک بنا رکھا ہے ہم اس کا استعمال اس رنگ میں کریں جیسے خدا مالک ہوتے ہوئے اپنی ملکیّت کا استعمال فرماتا ہے۔ اس میں بخشش کا مضمون سب سے زیادہ نمایاں ہو کر ابھرتا ہے اور اپنی چیزیں دوسروں کو دینے کا مضمون بڑا نمایاں ہو کر نکلتا ہے۔

اس کے علاوہ ایک اَور رنگ بھی ہے جس میں ہم مالک بننے کی کوشش کرسکتے ہیں اور وہ مضمون ایک بہت ہی لطیف اور اعلیٰ درجے کا مضمون ہے جس کی طرف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں متوجہ فرمایا۔ مالک خدا کا تصوّر ہمیں بتاتا ہے کہ باوجود اس کے کہ خدا کلیۃً ہر چیز کا مالک ہے اور ہر چیز پر پورا اقتدار رکھتا ہے اس کے باوجود بندوں کو دوسری چیزوں کا جو اُس نے پیدا کی ہیں بعض دفعہ اس رنگ میں مالک بنا دیتا ہے کہ وہ اپنے زعم میں واقعۃً مالک بن بیٹھتے ہیں۔ وہ مِلک دے کر خود پیچھے ہٹ جاتا ہے اور وہ روز مرّہ اصل مالک دکھائی نہیں دیتا اور کلیۃً انسان کو یا جانوروں کو (زندگی کی ہر قسم کو کہنا چاہیئے) اپنے اپنے چھوٹے سے دائرے میں بعض دفعہ اس طرح ملکیّت عطا ہوجاتی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں (زندگی کی وہ قسم جو بھی ہے وہ یہ سمجھتی ہے) کہ میں ہی مالک ہوں اَور کوئی نہیں اور بیچ میں دخل اندازی نہیں رہتی۔ یہ اس قسم کا مضمون ہے کہ عارضی طور پر معطی نے جس کو عطا کیا اُس کو اس رنگ میں عطا کیا کہ گویا وہی مالک ہے اور اپنی مرضی اُس سے اٹھالی اور دوسرے کی مرضی کے تابع کردیا۔ ان معنوں میں انسان اپنے رب سے ایک خاص سلوک کرسکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو کچھ ہمیں دیا ہوا ہے جان، مال، عزّت ہر چیز کا اقتدار خدا نے ہمیں دیا، جس کی ملکیت خدا نے ہمیں عطا فرمائی ہم اسے اپنے رب کو اس طرح لوٹا دیں کہ اے خدا! تُو نے جس چیز کا ہمیں مالک بنایا تھا ہم اس راز کو پا گئے ہیں کہ اصل مالک تُو ہے۔ پس پیشتر اس کے کہ تُو ہم سے واپس لے لے ہم طوعی طور پر محبت کے اظہار کے طور پر یہ تیرے حضور پیش کردیتے ہیں۔ آج کے بعد جیسے بعد میں تُو نے مالک بننا ہے اُسی طرح آج بھی تُو ہماری اِن سب چیزوں کا مالک بن گیا ہے۔ اس مضمون کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شان بیان کرنے کے لئے استعمال فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو تمام دوسرے انبیاء پر جو ایک عظیم فضیلت حاصل ہوئی ہے وہ خصوصیت سے اس بات میں ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنا سب کچھ کلیۃً اصل مالک کو اسی دنیا میں لوٹا دیا اُس طرح کسی اور انسان نے ایسا نہیں کیا یعنی باریک ترین جذبات کو بھی خدا کے سپرد کئے رکھا، اپنی ملکیّت کے ہر حصّے کو کلیۃً خدا کے سپرد کردیا، اپنی رضا کو کلیۃً خدا کے سپرد کردیا، اپنی محبت کو اپنی نفرت کو، ہر چیز کو جس پر انسان کوئی قدرت رکھتا ہے اپنے رب کو واپس کردیا یہ کہتے ہوئے کہ تو ہی حقیقی مالک ہے اس لئے آج میں یہ سب کچھ تیرے سپرد کرتا ہوں اور تیری رضا کے تابع میں اِن چیزوں کو استعمال کروں گا۔ خدا تعالیٰ نے اس راز کو خود کھولا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم شاید اس تفصیل سے بنی نوع انسان پر اپنا یہ مقام روشن نہ فرماتے مگر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا کہ اے محمد! بنی نوع انسان کے سامنے اعلان کر کہ مَیں وہ ہوں جس نے اپنا سب کچھ خدا کے سپرد کردیا ہے اور میرا ایک ذرّہ بھی باقی نہیں رہا۔

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(سورۃ الانعام: آیت ۱۶۳)

میری عبادتیں کیا، میری قربانیاں کیا، میری زندگی کا ہر حصّہ، میری موت یعنی خدا کی راہ میں جو مَیں لمحہ لمحہ مرتا ہوں سب کچھ خدا کے لئے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم وہ سب کچھ خدا کے سپرد کردو جس کا مالک تمہیں بنایا گیا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ اپنی ملکیت میں تمہیں شریک کرلیتا ہے اور ایک نئی شان کے ساتھ، ایک نئی تخلیق کے ساتھ تم اُبھرتے ہو اور ان معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو گویا اس تمام کائنات کی ملکیت میں خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت کے ذریعے شریک کرلیا، اپنی عطاء کے ذریعے شریک کرلیا۔ ظاہری طور پر جو سب کچھ بندے کا تھا وہ اُس نے خدا کے سپرد کردیا اور خدا چونکہ احسان کرنے والوں کے احسان کی سب سے زیادہ قدر کرتا ہے اور احسان کو تسلیم فرماتا ہے۔ کوئی بندہ اس رنگ میں کسی کے احسان کو قبول نہیں کرتا جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ تو ایک رنگ میں بندے نے احسان کا سلوک کیا اُس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے احسان کا سلوک فرمایا اور کہا تُو نے جو کچھ تیرا تھا مجھے دے دیا اب میرا جو کچھ ہے وہ تیرا ہوگیا۔ انہیں معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے کہ

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

کہ اے بندے اگر تو مِیرا ہوجائے یعنی اپنی مالکیت کو ختم کر کے سب کچھ مجھے واپس لوٹا دے تو اس کے بدلے میں جو سب کچھ میرا ہے وہ تیرا ہوجائے گا۔ تو مالک کا لفظ ایک بہت ہی عظیم الشان صفت کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اِن معنوں میں ہر دوسری صفت پر حاوی ہوجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت مالک کے ساتھ مل کر ایک نئی شان کے ساتھ دوبارہ ابھرتی ہے اور نئی شان کے ساتھ جلوہ دکھاتی ہے۔ پس جب ہم کہتے ہیں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ تو اس میں صفتِ مالکیّت خصوصیت کے ساتھ پیشِ نظر رہنی چاہیئے اور ربوبیّت، رحمانیّت، رحیمیّت اِن سب کو مالکیّت کی ذات میں اکٹھا کر کے پھر خدا کو مخاطب کرنا چاہیئے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفتِ غضب رحمانیت کے نتیجہ میں اُبھرتی ہے

اس مضمون کے بعد میں نے انعام کا مضمون مختصراً بیان کیا تھا، اب آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مغضوب اور ضالین کا خدا تعالیٰ کی ان صفات سے کیا تعلق ہے جو سورۃ فاتحہ کے آغاز میں بیان ہوئی ہیں۔ یعنی رب کے تصوّر کے ساتھ کہیں غضب اور گمراہی کا تصوّر ذہن میں نہیں آتا۔ رحمان کے تصوّر کے ساتھ کہیں غضب اور گمراہی کا تصوّر ذہن میں نہیں آتا۔ اسی طرح نہ رحیمیت کے ساتھ تعلق دکھائی دیتا ہے نہ مالکیّت کے ساتھ۔ تو پھر ہم کیوں کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی تمام صفات کا تعلق اُن چار صفات سے ہے جو بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اور جو سورۃ فاتحہ کے آغاز میں بیان ہوئی ہیں۔ اس مضمون پر غور کرتے ہوئے ایک نکتہ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھایا وہ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کا بندہ بننے کے لئے انسان کا خدا تعالیٰ کی تمام صفات کے ساتھ تعلق ہونا ضروری ہے۔ جس صفت کے ساتھ تعلق کٹتا ہے اس حصّے میں انسان اُس صفت کے برعکس ہو کر دنیا میں ابھرتا ہے۔ پس اگر کوئی انسان رب بننے کی کوشش نہیں کرتا تو ربوبیّت کے برعکس جلوہ دکھاتا ہے۔ دراصل خدا غضبناک نہیں ہوتا بلکہ خدا کے وہ بندے لوگوں کے لئے غضب کا موجب بن جاتے ہیں جو اپنے رب کی صفاتِ حسنہ سے تعلق توڑ بیٹھتے ہیں۔ پس دنیا میں جتنے بھی دکھ آپ دیکھتے ہیں جن میں کوئی شخص غضب کا نشانہ بنتا ہوا دکھائی دیتا ہے تو اِن معنوں میں وہ غضب کا نشانہ بنتا ہے کہ وہ خدا کی صفاتِ ربوبیّت، رحمانیّت، رحیمیت اور مالکیّت سے تعلق توڑتا ہے اور ان کے برعکس جلوے دنیا کو دکھاتا ہے۔ ان کی برعکس شکل میں دنیا پر ظاہر ہوتا ہے۔ خدا کے بندوں سے بدسلوکی کرنے میں انسان پہل کرتا ہے اُس کے بعد خدا کا اس سے سلوک شروع ہوتا ہے جو پھر اسے خدا کا مغضوب بنا دیتا ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے ماں بچّے سے بہت زیادہ محبت کرتی ہے اور اس کی اس انتہائی محبت میں بظاہر غضب کا پہلو دکھائی نہیں دیتا مگر جو شخص اس کے بچّے کو تکلیف دے اس کے لئے وہی مہربان ماں بہت زیادہ غضبناک ہو جاتی ہے اور اتنی غضبناک ہوتی ہے کہ کسی اور رشتے میں ایسا غضب دکھائی نہیں دیتا۔ کہتے ہیں شیر کے بچّوں کو اگر کوئی اٹھانے کی کوشش کرے تو شیر سے بہت زیادہ شیرنی اس پر غضبناک ہوتی ہے۔ شیر کے غضب سے تو وہ بچ بھی سکتا ہے لیکن شیرنی کے غضب سے نہیں بچ سکتا۔ اسی طرح ہتھنی کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اگر ہتھنی کے بچّے کو کوئی تکلیف پہنچائے تو ہاتھی سے بہت زیادہ بڑھ کر، ہتھنی اپنا انتقام لیتی ہے اور پھر جس نے ظلم کیا ہو اس کو مار کر اس کو اپنے پاؤں تلے اس طرح مسلتی ہے کہ اس کا نشان تک مٹ جائے، خاک میں اس کو ملا کر پھر بھی اس کا غصہ ختم نہیں ہوتا، اس کی بناء محبت ہے، اس کی بناء رحمت ہے۔ رحم کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ہمیں مطلع فرمایا کہ لفظ رحم یعنی ماں کا وہ عضو جس میں بچّہ پلتا ہے اس کا نام رِحم رکھا گیا کہ خدا تعالیٰ کے رحم کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ رحمان ہے اور رحمانیّت کا تخلیق سے ایک تعلق ہے اسی طرح بچّے کی تخلیق کا ماں کے رِحم سے تعلق ہے اور چونکہ عربی درحقیقت الہامی زبان ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں کے لئے ایک ہی لفظ منتخب فرمایا۔ ایک ہی مادے سے دونوں چیزیں بنیں یعنی رِحم اور رحمان۔ پس حقیقت یہ ہے کہ ماں کی محبت کو بچّے کے لئے جب آپ سمجھ لیں تو تب آپ پر یہ بات روشن ہوگی کہ بچّوں سے دشمنی کرنے والے پر دنیا میں سب سے زیادہ غضبناک کوئی چیز ہو سکتی ہے تو وہ ماں ہے۔ پس رحمان خدا کے بندوں سے جو لوگ دشمنی کرتے ہیں اُن پر خدا غضبناک ہوتا ہے اپنی رحمانیت کی وجہ سے۔ پس دو معنوں میں ایسے لوگ مغضوب بن جاتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ لوگ جو نہ رب بننا سیکھتے ہیں، نہ رحمان بننا، نہ رحیم، نہ مالک اُن سے دنیا فیض نہیں اُٹھاتی۔ ان کا فیض کسی کو نہیں پہنچتا۔ وہ خدا کی اس رحمت اور بندوں کے درمیان یا خدا کی صفاتِ حسنہ اور بندوں کے درمیان ایک روک بن جاتے ہیں اور محض یہ روک بننا ہی اُن کو خدا کے عتاب کا مورد بنا دیتا ہے۔ لیکن جب یہ روک سے بڑھ کر اگلا قدم اٹھاتے ہیں اور منفی صورت میں بندوں سے سلوک کرتے ہیں یعنی جہاں رحم کرنا ہے وہاں سفّاکی سے پیش آئیں، جہاں حق سے بڑھ کر عطاء کرنا ہے وہاں حق تلفی شروع کر دیں، جہاں پرورش دے کر یعنی تربیت کر کے اعلیٰ مقامات تک پہنچانا ہے وہاں منفی روّیہ اختیار کریں اور خدا کے اچھے بھلے لوگوں کے اخلاق خراب کرنا شروع کر دیں، اُن کے اندر گندگی پھیلانا شروع کر دیں جیسا کہ آجکل کے زمانے میں بہت سی گندگیاں ہیں جو امریکہ سے نکل نکل کر سب دنیا میں پھیل رہی ہیں تو امریکہ میں وہ لوگ جو نہایت گندی قسم کی فحش فلمیں بناتے اور ایسی نئی نئی لذّتیں ایجاد کرتے ہیں جس سے بنی نوع انسان کے اخلاق خراب ہوں وہ نہ صرف یہ کہ رب سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ رب کے برعکس تعلقات بنی نوع انسان سے قائم کرتے ہیں یا رب سے برعکس روّیے کے ساتھ بنی نوع انسان کے ساتھ پیش آتے ہیں تو یہ جو اُن کا منفی روّیہ ہے اگر واقعۃً خدا رب ہے تو اس کی ربوبیّت کو کاٹنے والے سے خدا کا ایک منفی روّیہ ظاہر ہوتا ہے۔ اگر وہ رحمان ہے تو اس کی رحمانیّت سے برعکس طریق پر بنی نوع انسان سے سلوک کرنے والے سے خدا تعالیٰ کا ایک برعکس روّیہ ظاہر ہوتا ہے اور یہی مضمون ہے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی تمام منفی صفات ظہور میں آتی ہیں۔ پس جب خدا تعالیٰ نے فرمایا: اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ تو اس کے بعد وہ لوگ جو اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ کی صف میں داخل نہیں ہوئے اور ان کے حق میں یہ دُعا قبول نہیں ہوئی کہ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ تو وہ بچا کھچا گند ہے جو مغضوب اور ضالّین کی شکل میں ہم پر ظاہر کیا گیا ہے۔ ان معنوں میں وہ ظاہر ہوئے کہ خدا کی صفات کے منفی عکس بن کر وہ دنیا پر اُبھرے۔

خدا تعالیٰ کی منفی صفات کی کارفرمائی کو واضح کرنے والی مثال

اس ضمن میں، میں ایک دفعہ غور کر رہا تھا اور دُعا کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس مضمون کو زیادہ واضح طور پر مجھے سمجھائے تو کشفی حالت میں خدا تعالیٰ نے یہ مضمون ایک اور رنگ میں مجھے دکھایا اور وہ یہ تھا کہ جیسے ایک کارخانے میں آپ ایک طرف سے کوئی چیز RAW MATERIAL یعنی خام مال ڈالتے ہیں تو وہ ایک نہایت ہی خوبصورت اور اعلیٰ تکمیل کی شکل میں ایک اور طرف سے نکل رہا ہوتا ہے لیکن اس کے ایک طرف وہ گند بھی نکل رہا ہوتا ہے جو اس قابل نہیں ہوتا کہ اس کارخانے میں داخل ہونے کے بعد وہ اپنے اندر ایسی تبدیلی کر سکے کہ اسے ایک مکمل صنعت کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکے، اس کو وہ WASTE PRODUCT (ضائع جانے والی ردّی پیداوار) کہتے ہیں۔ پس ایک چیز ہے END PRODUCT اور ایک ہے WASTE PRODUCT۔ END PRODUCT تو ہر صنعت کا وہ مال ہے جس کی خاطر

صنعتکاری کی جاتی ہے اور کارخانے بنائے جاتے ہیں اور اپنی آخری شکل میں بہت خوبصورت تبدیلیاں پیدا ہونے کے بعد وہ ایک نئے وجود کی صورت میں خام مال دنیا کے سامنے ظاہر ہوتا ہے۔ اب اس وقت آپ کے پاس جتنی بھی چیزیں ہیں وہ سب اسی طرح کسی نہ کسی کارخانے سے نکل کر ایک نئی شکل میں آپ کے سامنے ظاہر ہوئی ہیں۔ کسی نے کپڑے کی ٹوپی پہنی ہوئی ہے، کسی نے اُون کی ٹوپی پہنی ہوئی ہے، کسی نے قراقلی پہنی ہوئی ہے۔ اب تصوّر کریں کہ یہ کیا چیزیں تھیں۔ اسی طرح آپ کے لباس، آپ کے بوٹ، آپ کے قلم یہ سب خام مال تھے جو مختلف مراحل سے گزر کر بالآخر اس شکل میں آپ تک پہنچے جس میں آپ نے اُن کو قبول کیا اور استعمال کیا لیکن آپ کا ذہن اس گندگی کی طرف کبھی نہیں گیا جو اس دوران پیدا ہوتی رہی اور ان چیزوں سے الگ کی جاتی رہی اور اُسے ضائع شدہ مال کے طور پر ایک طرف پھینک دیا گیا۔ چنانچہ اس زمانے میں صنعتوں نے جہاں بہت ترقی کی ہے، یہ ایک بہت بڑا مسئلہ بن کر دنیا کے سامنے ابھرا ہے کہ اس WASTE MATERIAL کا کیا کریں۔ یہ تو دنیا کے لئے عذاب بنتا جا رہا ہے۔ جب یہ کم ہوا کرتا تھا اُس زمانے میں انسان کی توجہ کبھی اس طرف نہیں گئی اور آج سے ۱۰۰ سال پہلے بھی صنعتکاری تھی بڑے بڑے کارخانے جاری تھے لیکن کبھی بھی اُس زمانے کے اخباروں میں آپ کو یہ بحثیں دکھائی نہیں دیں گی کہ یہ جو اچھی چیزیں بنانے کی ہم کوشش کرتے ہیں اس کوشش کے دوران جو چیزیں ضائع ہو رہی ہیں ان کا ہم کیا کریں۔ وہ سمندروں میں پھینک دیتے تھے یا عام کھلی جگہ پر پھینک دیتے تھے یا جھیلوں میں ڈال دیتے تھے اور کبھی اُن کے نقصان کی طرف کسی کی توجہ نہ گئی۔ اب چونکہ زیادہ چیزیں بن رہی ہیں، اُسی طرح WASTE MATERIAL بھی بڑھتا چلا جا رہا ہے اور وہ WASTE MATERIAL ایسی خطرناک چیز بن کر دنیا کے سامنے ابھرا ہے کہ اُس کے غضب سے دنیا ڈرنے لگی ہے اور یہ بڑا بھاری مسئلہ ہے۔ دنیا کی تمام بڑی قوموں میں اب بہت ہی زیادہ فکر کے ساتھ ان مسائل پر غور ہو رہا ہے کہ کس طرح ان مصیبتوں سے چھٹکارا حاصل کریں جو صنعت کے دوران BY PRODUCT کے طور پر یا WASTE PRODUCT کے طور پر ہمارے ہاتھوں میں پڑی ہوئی ہیں اور ہم نہیں سمجھتے کہ کس طرح اس صنف سے چھٹکارا حاصل کریں۔

مذہبی دنیا میں یہ WASTE PRODUCT ہے جو بنی نوع انسان کے لئے تباہی کے سامان کرتی ہے اور بعض دفعہ جس طرح دنیا میں بھی بعض چیزوں میں WASTE زیادہ ہو جاتا ہے اور جو چیز حاصل ہوتی ہے وہ بہت تھوڑی ہوتی ہے اسی طرح بدقسمتی سے بعض دفعہ انسانوں پر ایسے دور آتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے اصلاحی نظام سے گزرتے ہوئے بہت کم ہیں ان میں جو فائدہ اٹھائیں اور ایک بھاری تعداد ہے جو WASTE MATERIAL کے طور پر ایک طرف پھینک دی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت نوحؑ کے زمانے میں آپ دیکھیں اسی طرح کا ایک روحانی کارخانہ جاری ہوا تھا جیسے ہر نبی کے زمانے میں جاری ہوتا رہا لیکن بنی نوع انسان کی ایک بھاری تعداد ایسی تھی جو WASTE MATERIAL تھا اور بہت تھوڑے تھے جو کارخانے سے اپنی آخری مکمل صورت میں نکھر کر دنیا کے سامنے ظاہر ہوئے۔ پس خدا تعالیٰ نے اُن نکھرے ہوئے وجودوں کو تو بچا لیا اور WASTE MATERIAL کو ضائع کر دیا۔ بنی نوع انسان کے پاس ایسا کوئی طریق نہیں ہے کہ وہ WASTE MATERIAL سے کلیۃً نجات حاصل کر سکیں۔ اس لئے مذاہب کے بعض WASTE جمع ہوتے ہیں جن کو عبرت کا نشانہ بنا کر یا اور صورتوں میں یا بعض بعد کے فوائد کے لئے باقی رکھا جاتا ہے۔ بعض دفعہ RECYCLE کرنے کے لئے بھی WASTE کو باقی رکھا جاتا ہے، وہ WASTE مغضوب بن کر اور ضالّین بن کر بنی نوع انسان کو مصیبت ڈال دیتے ہیں۔

مغضوب اور ضالین پر آنیوالے وبال کی نوعیت

یہاں پر خدا تعالیٰ نے لفظ مغضوب علیہم رکھا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ خُدا اُن پر غضبناک ہوا۔ مغضوب کا مطلب ہے وہ لوگ جن پر غضب کیا گیا یا غضب کا مورد بنائے گئے یا بنائے جا رہے ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ اے خدا! ہمیں ان کا رستہ نہ دکھانا جن پر تو غضبناک ہوا۔ اس لئے کہ غضب دراصل ان بندوں سے شروع ہوتا ہے اور خدا سے نہیں ہوتا۔ غضب کا آغاز بندے سے ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ محض ردِّ عمل کی صورت میں غضبناک ہوتا ہے جیساکہ میں نے تفصیل سے آپ کو سمجھایا ہے کہ ایک ماں اپنے رحم کی وجہ سے غضبناک ہوتی ہے۔ پس خدا کی یہ شان ہے کہ یہاں غضب کے مضمون میں یہ اشارہ فرما دیا کہ اگرچہ بعد میں آپ یہ بھی دیکھیں کہ خدا تعالیٰ غضبناک ہوا لیکن سورۃ فاتحہ نے یہ اشارہ کر دیا اور یہ مضمون کھول دیا کہ دراصل غضب کا آغاز بندے کی طرف سے ہوتا ہے اور غضب کے نتیجے میں وہ مغضوب بنایا جاتا ہے۔ پھر ایسا شخص بندوں کا بھی مغضوب ہو جاتا ہے۔ پس ضمیر کو واضح نہ کرنے کے نتیجے میں مضمون میں اَور کشادگی پیدا کر دی اور وسعت پیدا فرما دی کہ اے خدا! ہمیں اُن لوگوں کے رستے پر نہ ڈال دینا جو WASTE PRODUCT ہیں۔ جو سورۃ فاتحہ کے روحانی نظام سے گزرتے ہیں یعنی سورۃ فاتحہ کا روحانی نظام تو وہی ہے جو ساری دنیا میں خدا تعالیٰ کی طرف سے پھیلا پڑا ہے۔ کیونکہ اگر قرآن کی ماں ہے تو ساری کائنات کی ماں بھی سورۃ فاتحہ بن جاتی ہے۔ پس اے خدا! جو لوگ تیرے روحانی نظام سے (جس کا ذکر تُو نے سورۃ فاتحہ میں فرمایا ہے) استفادہ نہیں کر سکتے ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو کلیۃً محروم ہو جاتے ہیں اور وہ مغضوب ہیں۔ اُن پر بندے بھی غضبناک ہوتے ہیں کیونکہ اُن کے بندوں پر غضبناک ہونے کے نتیجے میں تُو نے ان کو غضب کا نشانہ بنایا ہے۔ پس چونکہ وہ بندوں سے ظلم اور سفّاکی کا سلوک کرتے ہیں رفتہ رفتہ اُن کے خلاف نفرتیں بڑھنی شروع ہو جاتی ہیں اور پھر آخر وہ بار بار بندوں کے غضب کا نشانہ بنائے جاتے ہیں اور چونکہ وہ خدا کے بندوں سے غضب کا سلوک کرتے ہیں اس لئے آسمان سے وہ خدا کے غضب کا نشانہ بھی بنائے جاتے ہیں۔ اس طرح دوہری لعنتوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اِن لوگوں میں ہمیں نہ داخل فرمانا، ہمیں اِن بدنصیبوں میں نہ لکھ دینا۔ ہمیں اُن خوش نصیبوں میں لکھنا جو تیرے روحانی نظام سے گزر کر اُس سے فیض پا کر ایک نئی خلقت کے طور پر دنیا میں ابھریں اور بنی نوع انسان کو فائدہ دینے والی نئی عظیم الشان صورت میں ایک نیا وجود پائیں۔ یہ ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دُعا جو غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کی صورت میں جا کر پھر مکمل ہوتی ہے۔

ضالّین سے مراد وہ لوگ ہیں جو مغضوب کی حد تک تو خدا کی ربوبیّت اور رحمانیّت سے نہیں کاٹے گئے مگر کچھ نہ کچھ تعلق انہوں نے ضرور توڑا ہے اس لئے ان کو گمراہوں میں لکھا ہے اور خصوصیت کے ساتھ وہ لوگ ضالّین ہیں جن کا خدا کی بعد میں آنے والی صفات سے زیادہ تعلق کاٹا گیا ہے یعنی اگرچہ ربوبیّت سے بھی یہ کچھ تعلق کاٹ دیتے ہیں اور رحمانیت سے بھی لیکن رحیمیّت اور مالکیّت سے یہ بہت زیادہ قطع تعلق کرتے ہیں اور

جن کا تعلق مالکیّت سے کٹ جائے وہ ضالّین ہو جاتے ہیں۔ اس مضمون کی تفصیل میں بھی جانے کا یہاں وقت نہیں مگر میں نے پہلے چونکہ ذکر کر دیا تھا اس لئے میں اس تعلق کو اس ذکر سے جوڑتا ہوں اور وہ ذکر میں نے یہ کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معرفت کا یہ عظیم الشان نکتہ ہمیں سمجھایا کہ عیسائیوں پر جو وبال ٹوٹا ہے وہ خدا کی صفتِ مالکیّت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اور اس پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے ٹوٹا ہے۔ وہ خدا کو محض عادل سمجھتے ہیں اور مالک نہیں سمجھتے اور قانون دان نہیں سمجھتے اور قانون کا مالک نہیں سمجھتے، اس لئے یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ وہ عدل کے تقاضوں سے بالا ہو کر بندوں سے مغفرت کا سلوک نہیں کر سکتا۔ جس نے مالک سے تعلق توڑا وہ ضالّین میں شامل ہو گیا اور ضالّین کے متعلق ہمیں علم ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور بعض دوسرے مفسّرین نے آنحضورؐ کی ہدایات کی روشنی میں جو تفاسیر لکھی ہیں ان میں یہ بات بہت کھول کر بیان کی گئی ہے کہ اگر مغضوب یہودی ہیں تو ضالّین عیسائی ہیں۔ پس ضالّ ہونے کا یعنی گمراہ ہونے کا خصوصیت کے ساتھ مالکیّت کے انکار سے تعلق ہے۔ اسی لئے میں نے آپ کے سامنے یہ اشارہ رکھا ہے کہ مغضوبیّت زیادہ تر ربوبیّت اور رحمانیت سے منقطع ہونے کے نتیجے میں ظاہر ہوتی ہے اور ضالّین ہونا زیادہ تر رحیمیّت اور مالکیت سے قطع تعلق ہونے کے نتیجے میں ظاہر ہوتا ہے۔ بہرحال اس مضمون کو چھوڑتے ہوئے اب میں آگے بڑھتا ہوں۔

سورۃ فاتحہ کا مزاج اور اس کی بے انداز وسعت

ایک اور بہت اہم بات سورۃ فاتحہ کے متعلق آپ کو یاد رکھنی چاہیئے کیونکہ آپ بار بار اس کو نماز میں پڑھتے ہیں اور پڑھتے رہیں گے۔ اس کا مضمون بہت وسیع ہو کر آپ کے پیشِ نظر رہنا چاہیئے۔ اس لئے کہ ہر وقت انسان ایک حال میں نہیں ہوتا اور سورۃ فاتحہ ایک ایسی عظیم الشان سورۃ ہے جو انسان کے ہر حال سے تعلق رکھنے کے لئے مزاج رکھتی ہے اور وسعت رکھتی ہے۔ اس لئے آپ جتنا زیادہ سورۃ فاتحہ کے مزاج سے شناسا ہوں گے اُتنا ہی زیادہ آپ کے کسی نہ کسی حال میں یہ آپ کے کام آسکے گی ورنہ بعض حالتوں میں جب آپ نماز پڑھیں گے تو سورۃ فاتحہ آپ کو ایک بے تعلق سی چیز دکھائی دے گی۔ لیکن اگر اس کی وسعتوں کو سمجھیں گے تو یاد رکھیں یہ آپ کی وسعتوں پر ہمیشہ حاوی رہے گی اور کبھی بھی یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ کی کوئی حالت سورۃ فاتحہ کی وسعت سے باہر نکل جائے۔ یہ جو پہلو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اس کا تعلق ضمائر سے ہے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ سورۃ فاتحہ جب اللہ کا تعارف کرواتی ہے تو اس میں سوائے غائب کے کوئی ضمیر نظر نہیں آتی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ میں کوئی ظاہر ضمیر نہیں ہے۔ وہ رب یا یہ رب یا تُو یا میں یا ہم یا آپ کسی قسم کی کوئی ضمیر نہیں مگر غائب کا مضمون ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی تمام صفات کو غائب میں اور جمع کی صورت میں اکٹھا کر کے دکھایا گیا۔ اس کے بعد مضمون نے ایک پلٹا کھایا اور پہلی دفعہ کھلم کھلا ضمائر کا استعمال اس طرح ہوا کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی دعا میں ہم نے اپنی طرف جمع متکلم کا صیغہ لگالیا اور خدا کی طرف واحد مخاطب کا۔ یعنی خدا کو تُو کہا اور اکیلا کر دیا۔ اپنی تمام صفات کے باوجود خدا تعالیٰ کی ایک ایسی ہستی کا تصوّر ہمارے سامنے ابھرا جو غیر منقسم ہے، جو جمع تفریق نہیں ہو سکتی اور واحد ہے۔ پس دُعا مانگی تو اس وہم میں مبتلا ہو کر نہیں کہ چونکہ صفات زیادہ ہیں اس لئے ہو سکتا ہے خدا تعالیٰ بھی کئی قسم کے مختلف وجود رکھتا ہو اور اپنے آپ کو جمع کر دیا گویا تمام کائنات کی نمائندگی اختیار کر لی۔ ربّ العالمین کا تصور ایک نئے رنگ میں ہمارے سامنے ابھرا اور ہم نے یہ سوچا کہ جب وہ سب جہانوں کا رب ہے تو اُس سے تعلق رکھنے کے لئے ہم سب کی نمائندگی میں کیوں نہ اُس سے مانگیں کیونکہ وہ سب کا ہے۔ اگر سب کی طرف سے ہم مانگیں گے تو ہماری دعا میں زیادہ اثر پیدا ہو گا اور ہم بھی اس کی رب العالمین ہونے کی صفت میں حصّہ پالیں گے۔ پس اِیَّاکَ نَعْبُدُ کی دُعا نے یہ دونوں باتیں ہمیں سمجھا دیں کہ رب اپنی تمام صفات کے باوجود اکیلا ہی ہے اور کائنات پھیلی پڑی ہے اور بے شمار ہے۔ انسان اپنی ذات میں اس ساری کائنات کو مجتمع کر سکتا ہے اور اس ساری کائنات کی نمائندگی میں خدا سے دعا کر سکتا ہے اور یہ دعا واقعۃً تمام کائنات کی نمائندگی میں ہو سکتی ہے کیونکہ جب ہم کہتے ہیں اِیَّاکَ نَعْبُدُ تو درحقیقت ہم عبادت کا حق ادا کریں یا نہ کریں قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ ساری کائنات واقعۃً عبادت کر رہی ہے۔ تو یہ محض ایک مبالغہ آمیزی نہیں ہے یا محض ایک ذوقی نکتہ نہیں ہے بلکہ ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ ہم اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہتے ہیں کہ اے خدا صرف تیری ہم سب عبادت کرتے ہیں یعنی کل عالمین تو بالکل سچ بات کر رہے ہوتے ہیں اور چونکہ تمام کائنات کا نمائندہ انسان واقعۃً ہے، اس میں تمام کائنات کا شعور خلاصے کی صورت میں پیدا کیا گیا ہے اور سب سے اعلیٰ شعور انسان کو عطا کیا گیا ہے اس لئے بحیثیت مخلوقات میں سے افضل ہونے کے وہ نمائندگی کا حق بھی رکھتا ہے۔ پس جو تخلیق میں سب سے افضل ہے وہ جب عبادت کا اقرار کر لے اور خدا کے حضور جھک جائے تو گویا تمام کائنات خدا کے حضور جھک رہی ہے۔ پس ایسا انسان جو عبادت کے وقت اپنا یہ مقام پیشِ نظر رکھے اُس کے رکوع اور سجود میں ایک اور شان پیدا ہو جاتی ہے اور وہ خدا کے حضور اکیلا نہیں جھک رہا ہوتا بلکہ نَعْبُدُ کے ساتھ جھک رہا ہوتا ہے۔ تمام کائنات کا خلاصہ بن کے جھک رہا ہوتا ہے۔

حسبِ توفیق اپنی عبادات کو وسعت دینا ضروری ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جب نَعْبُدُ کی دُعا عرض کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم صرف ساری کائنات کے نہیں بلکہ تمام عبادت کرنے والوں کے سردار کے طور پر یہ عرض کیا کرتے تھے کہ اے خدا! اے ربّ العالمین!! ہم سب جو بھی عبادت کرنے والے ہیں، وہ سب تیرے حضور جھکتے ہیں اور میں ان کا سردار ہونے کی حیثیت سے یہ اقرار کرتا ہوں کہ تُو ہی عبادت کے لائق ہے اور تیرے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ہماری سب سرداریاں تیرے حضور سجدہ ریز ہیں۔ ہمارے ماتھے تیرے حضور عاجزانہ طور پر اپنے آپ کو مٹی میں رگڑتے ہیں اور گریہ وزاری کرتے ہیں اور اپنی عاجزی کا اقرار کرتے ہیں۔ تو جب تمام کائنات کا سردار جس کو خدا نے پیدا کیا خدا کے حضور رکوع کرتا تھا اور سجدے کرتا تھا اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی دُعا پڑھا کرتا تھا تو حقیقت میں تمام کائنات اور اس تمام کائنات کا خلاصہ خدا کی عبادت کیا کرتے تھے۔ پس اس شان کی عبادت تو آج کسی کے لئے ممکن نہیں ہے کیونکہ اگر ممکن ہے بھی تو اس کو استطاعت نہیں ہے یعنی بشری طور پر اس کے اندر یہ استطاعت

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

دُعا تدبیر کا ایک لازمی حصّہ ہے

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

"حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بڑے لطیف پیرایہ میں ہمیں بتایا ہے کہ دُعا بھی ایک تدبیر ہی ہے اور جب مادی تدبیر ہم انتہا کو پہنچا دیتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مادی تدبیر کے لحاظ سے جو احکام جاری کئے۔ جو قانون وضع کئے تھے وہ تدبیر تو ہم نے کمال کو پہنچا دی لیکن یہ ایک مومن کا دل کہتا ہے کہ اب بھی مجھے میرے ربِ رحیم کی ضرورت ہے اور وہ دعا کرتا ہے کہ میرے رحیم خدا میری تدبیر کے بہتر نتائج نکال۔ پس ایک مومن کے لئے کوئی تدبیر مکمل نہیں ہوتی جب تک دعا اس کا جزو لازم نہیں ہوتا۔ پس رحیمیت کے ساتھ عاجزانہ پُرسوز دُعاؤں کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو انسان مشرک بن جائے۔ اگر وہ یہ سمجھے کہ مادی تدبیر کافی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کی ضرورت نہیں تو وہ مشرک بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ تو بتایا ہے کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں دنیا میں اگرچہ وہ ہم پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ہماری معرفت رکھتے ہیں لیکن دنیا کمانے کے لئے جو دنیوی تدابیر وہ اختیار کرتے ہیں ان میں ہم انہیں کامیاب کر دیتے ہیں اور اس ورلی زندگی کا آرام و آسائش انہیں حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سعی اور کوشش میں بھی دُعا مخفی ہوتی ہے۔ لیکن خدا کا ایک مومن بندہ صرف اس بات پر راضی نہیں ہوسکتا کہ اُس نے تدبیر کی اور خدا تعالیٰ کی رحیمیت نے اس کی تدبیر کو صرف اس دنیا میں کامیاب کیا اور اُخروی دنیا میں اس کے لئے اس کے نتیجہ میں کوئی ثواب مقدر نہیں کیا کیونکہ ایک مومن جانتا ہے کہ چونکہ اُخروی زندگی یقینی ہے اس لئے ایک تسلسل زندگی کا ہے۔ موت تو ایک پردہ ہے۔ گرا رہتا ہے۔ پھر اٹھ جاتا ہے۔ پھر انسان دوسری دنیا میں داخل ہو جاتا ہے جب تک اسے یہ یقین نہ ہو کہ میری زندگی کا تسلسل خدا کی رحمت کے سائے میں رہے گا اسے حقیقی آرام حاصل نہیں ہوسکتا۔ پس دُعا تدبیر کا ایک لازمی حصّہ ہے بلکہ یہ بھی ایک تدبیر ہی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ رجون ۱۹۶۸ء)

اگر تم وصلِ الٰہی چاہتے ہو تو اپنے آپ کو ہر ایک سے بدتر سمجھو

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"ایک آخری بات میں یہ کہوں گا کہ سوسائٹیاں دو طرح کی بننی شروع ہو جاتی ہیں جب آپ دوسروں میں بُرائیاں دیکھتے ہیں تو تنقید کا رویّہ پنپتا ہے اور جب آپ اپنے اندر جھانک کر اپنی برائیوں کو دیکھتے ہیں تو عاجزی پیدا ہوتی ہے، انکسار پیدا ہوتا ہے، محبت پیدا ہوتی ہے تو دوسروں کے عیب نہ دیکھیں۔ ان معنوں میں اپنے عیب دیکھیں کہ اپنے اندر ڈوب کر اپنے آپ کو دیکھنا چاہیئے اور اگر آپ باہر دیکھنے لگیں گے تو ہمیشہ سوسائٹی میں نفرت اور بدمزگیاں پیدا ہوں گی۔ اگر اپنے پر غور کریں گے کہ ہم کیا ہیں اور اپنی کمزوری دور کریں گے تو اس سے محبت بھی پیدا ہوگی، انکساری بھی پیدا ہوگی، آئیڈیلزم کام کرنے والے لوگ پیدا ہو جائیں گے اور آپ کی اصلاح ہونی شروع ہو جائے گی معترض آدمی اصلاح نہیں کرسکتا۔ اپنا محاسبہ کرنے والا آدمی خود ٹھیک ہو رہا ہوتا ہے۔ اگر ہر شخص کا یہ رویّہ ہو جائے تو سوسائٹی کا ہر فرد اونچے مقام تک ترقی کر رہا ہوتا ہے۔ اس مضمون کو ہمارے ایک اُردو کے شاعر بہادر شاہ ظفر نے بڑی اچھی طرح بیان کیا ہے۔ بچپن میں جب میں ساتویں آٹھویں میں پڑھتا تھا اس وقت میں نے اس کا دیوان پڑھا تھا۔ اس وقت مجھے جو سب سے زیادہ پیارا شعر لگا تھا۔ وہ یہ تھا۔ ؎

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی بُرائیوں پہ جب نظر تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا

پس یہ وہ طریق ہے جس کے نتیجہ میں ترقی ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو پانے کا بھی صرف یہی راستہ ہے حقیقت یہ ہے کہ ہمارا مذہب صرف انسانیت کا سبق نہیں دیتا خدا کو پانے کے لئے یہ اندازِ فکر ضروری ہے ورنہ خدا کو کبھی نہیں پا سکتے۔ چنانچہ اس کی کئی مثالیں قرآن کریم میں بھی ہیں انجیل میں بھی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ ؎

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شائد اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

تم اگر خدا تعالیٰ کا وصل چاہتے ہو تو اپنے آپ کو ہر ایک سے بدتر سمجھو شاید یہی رستہ تمہاری نجات اور وصلِ الٰہی کا ذریعہ بن جائے۔"

(مجلس سوال و جواب سڈنی ۷؍۲ستمبر ۱۹۸۳ء)

جامعہ احمدیہ

مکرم ظہیر احمد خاں صاحب استاذ الفقہ جامعہ احمدیہ۔ ربوہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(آل عمران: ۱۰۵)

اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک زرین ارشاد ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں:۔

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ

کہ علماء انبیاء کا ورثہ ہوتے ہیں اور یہ لوگ انبیاء کے کام کو جو دعوت الی اللہ اور توحید الٰہی کے پرچار پر مبنی ہوتا ہے جاری رکھتے اور اُسے تمام دنیا پر پھیلاتے ہیں تاکہ دنیا ہلاکت اور گمراہی سے بچے اور خدائے واحد کی عبد بن کر اُس مقصود کو حاصل کرے جو خدا تعالیٰ نے روزِ الست سے بنی نوع انسان کے لئے ان الفاظ میں مقرر فرمایا ہے:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

(الذاریٰت: ۵۷)

مدرسہ احمدیہ کی بنیاد

جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ سچی جماعت ہے اور اسلام کی حقیقی شکل ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ اس میں بھی مذکورہ بالا ارشادات کے مطابق ایسے لوگ ہوں گے جو یہ کام سرانجام دینے والے ہوں اور یہ تبھی ممکن تھا کہ ایک ایسا ادارہ ہو جو ایسے لوگ تیار کرنے والا ہو چنانچہ جب حضرت مولانا عبدالکریم صاحب اور حضرت مولانا برہان الدین صاحب رضی اللہ عنہما کی وفات ہوئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوربین نگاہ نے فوراً اس کے نتائج کو دیکھ لیا اور آپؑ نے ایک دینی درسگاہ کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے مورخہ ۶؍ دسمبر ۱۹۰۵ء کو فرمایا۔

”ہماری جماعت میں سے اچھے اچھے لوگ مرتے جاتے ہیں ۔۔۔۔ مگر افسوس کہ جو مرتے ہیں اُن کا جانشین ہم کو کوئی نظر نہیں آتا“

پھر فرمایا۔

”مجھے مدرسہ کی طرف دیکھ کر بھی رنج ہی پہنچا ہے کہ جو کچھ ہم چاہتے تھے وہ بات اس سے حاصل نہیں ہوئی۔ اگر یہاں سے بھی طالب علم نکل کر دنیا کے طالب ہی بننے تھے تو ہمیں اس کے قائم کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ دین کے لئے خادم پیدا ہوں“۔

اس مقصد کے پیشِ نظر حضورؑ نے مدرسہ تعلیم الاسلام میں دینیات کی ایک شاخ کھولنے کا فیصلہ فرمایا اور اس کے لئے حضورؑ نے ۲۶؍ دسمبر ۱۹۰۵ء کو جلسہ سالانہ کی تقریر میں نہایت قیمتی ہدایات بھی دیں اور اس طرح حضور علیہ السلام کے ارشاد سے یہ ”شاخ دینیات“ جنوری ۱۹۰۶ء کے آخر میں جاری ہو گئی اور اسی شاخ کے قیام سے ”مدرسہ احمدیہ“ کی بنیاد پڑی جو بعد میں ”جامعہ احمدیہ“ کی شکل اختیار کر گیا۔

مدرسہ احمدیہ کی ابتدائی شکل

اس مدرسہ کا آغاز نہایت مختصر رنگ میں ہوا۔ ابتداء میں حضرت قاضی سید امیر حسین شاہ صاحبؓ اور حضرت مولوی فضل دین صاحبؓ (کھاریاں) دو استاد مقرر ہوئے۔ ان کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ بھی اس میں مدرس مقرر ہو گئے۔ اس مدرسہ میں پرائمری پاس طلباء داخل کئے جاتے تھے۔ تو یہ تھی مدرسہ احمدیہ جیسی عظیم الشان درسگاہ کی ابتداء جس نے آئندہ چل کر خدا کے فضل اور امام وقت کی روحانی توجہ کی بدولت برصغیر پاک و ہند میں بڑے بڑے مقتدر علماء پیدا کئے جنہوں نے اکنافِ عالم میں اشاعت اسلام کی خدمات سرانجام دیں اور اب بھی خدا کے فضل سے سرانجام دے رہے ہیں اور انشاء اللہ روزِ قیامت تک دیتے چلے جائیں گے۔

خلافتِ اولیٰ اور مدرسہ احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے دل میں خلافت کے ابتدائی ایام میں ہی یہ تحریک اٹھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار کے طور پر اعلیٰ پیمانہ پر ایک دینی مدرسہ قائم کیا جائے جس میں واعظین اور مبلغین تیار کئے جائیں۔ ۱۹۰۵ء میں ایک ”شاخ دینیات“ مدرسہ تعلیم الاسلام کے ساتھ قائم کی گئی تھی۔ مگر غالباً فنڈ کی کمی کی وجہ سے اس کی حالت چنداں اچھی نہ تھی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ، حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ، حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ اور جناب مولوی محمد علی صاحب نے یہ تحریک پوری جماعت کے سامنے رکھی اور بتایا کہ یہ مدرسہ دنیا میں اشاعتِ اسلام کا ایک بھاری ذریعہ ہوگا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان یادگار بھی۔ لہٰذا دوستوں کو اس کے لئے دل کھول کر مالی قربانی کرنی چاہیئے۔

اس تحریک کی اشاعت پر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے یہ تبصرہ کیا کہ

> "خلیفہ نورالدین نے حکم دیا ہے کہ مرزا کی یادگار میں دینی مدرسہ قائم کیا جائے۔ ہم بھی اس مدرسہ کی تائید کرتے ہیں امید ہے کہ مرزا صاحب کے راسخ مرید جی کھول کر اس میں چندہ دیں گے کہ آخر کار یہ مدرسہ ہمارا ہو گا اور مرزائی خیال عنقریب نسیاً منسیاً ہو کر اڑ جائے گا۔"
>
> (مرقع قادیان ستمبر، اکتوبر ۱۹۰۸ء صد ۳۔ کالم نمبر ۱-۲)

۱۹۰۸ء میں مدرسہ احمدیہ کے قیام کی شدید مخالفت ہوئی چنانچہ صدر انجمن کے بعض سرکردہ لوگوں نے یہ کوشش کی کہ مدرسہ احمدیہ کی بجائے طلباء کے وظائف بڑھا کر انہیں کالجوں میں اعلیٰ تعلیم دلائی جائے اور بعد میں ایک آدھ سال قرآن پڑھا دیا جائے اور پھر وہ اپنے کام کے ساتھ تبلیغ کا کام بھی کریں۔ لیکن حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحبؓ نے فرمایا کہ جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے تیار کردہ لشکر کو روانگی سے نہیں روکا گیا تھا آج ہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کے جاری کردہ مدرسہ احمدیہ کو نہیں بند کریں گے اور اس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے ایک آئندہ زمانہ میں بننے والے مصلح کے ذریعہ ایک ٹوٹتی ہوئی تحریک کی اصلاح فرما دی اور بالآخر مخالفتوں کے باوجود خدا تعالیٰ کے فضل سے یکم مارچ ۱۹۰۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی قلبی تمنا کے عین مطابق ایک دینی درسگاہ کی بنیاد رکھ دی گئی۔ جس کا نام حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کی رائے کے مطابق "مدرسہ احمدیہ" رکھا گیا۔ مدرسہ کے اوّلین ہیڈ ماسٹر حضرت مولوی سیّد سرور شاہ صاحبؓ مقرر ہوئے اور سپرنٹنڈنٹ مولوی صدرالدین صاحب بی۔ اے، بی۔ ٹی مقرر ہوئے۔

مدرسہ کے نصاب اور انتظام کے لئے مدرسہ کے قیام سے قبل ہی ۳۱ جنوری ۱۹۰۹ء کو ایک چھ رکنی کمیٹی بنائی گئی تھی۔

ابتداء میں چار جماعتیں کھولی گئیں مگر چوتھی جماعت متعدد وجوہات کی بناء پر قائم نہ رہ سکی۔ اگلے سال ۱۹۱۰ء میں چوتھی جماعت بھی جاری ہو گئی۔ ۱۹۱۱ء میں مدرسہ احمدیہ پانچویں جماعت تک بڑھا دیا گیا۔ علاوہ ازیں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدینؓ صاحب کی تجویز پر یکم مارچ ۱۹۱۱ء سے ایک سپیشل کلاس کھولی گئی۔ جس میں لڑکوں کو ایک سال تک تعلیم دے کر دوسری کلاسوں کے ساتھ شامل کیا جانے لگا۔ ۱۹۱۲ء میں مدرسہ کی چھٹی جماعت اور ۱۹۱۳ء میں ساتویں جماعت بھی کھل گئی۔ اس طرح مدرسہ کی کلاسیں مکمل ہو گئیں اور طلباء فارغ التحصیل ہو کر سلسلہ کی خدمات پر فائز ہونے لگے۔

مدرسہ اپنے ابتدائی مراحل کے ایام میں کس درجہ کمزور حالت میں تھا اس کا کسی قدر اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مدرسہ کے اساتذہ اور طلباء کی کتابوں کے لئے ابتداء میں ایک سو پچیس روپے منظور ہوئے جو بعد میں آہستہ آہستہ بڑھا دیئے گئے۔ یہ رقم درسی نصاب کے لئے مخصوص تھی اور عام دینی مطالعہ کے لئے طلباء کو حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمدؓ صاحب یا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی لائبریری کی طرف جانا پڑتا تھا۔ بعد میں لائبریری کے لئے کتابیں منگوائی جانے لگیں جن کی تعداد ۱۹۱۲ء میں باسٹھ تھی۔ پھر مدرسہ کی اپنی عمارت کوئی نہ تھی بلکہ وہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے ساتھ ہی چلتا تھا اور گو بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی گرانقدر اعانت سے اس کا مستقل بورڈنگ ہاؤس تعمیر ہو گیا۔ مگر مدرسہ کے طلباء ابتدائً تعلیم الاسلام ہائی سکول کے بورڈنگ ہاؤس میں ہی رہتے تھے۔

ابتداء میں مدرسہ احمدیہ کے سپرنٹنڈنٹ مولوی صدرالدین صاحب مقرر ہوئے تھے۔ مگر ۱۹۱۰ء میں مدرسہ کا مکمل انتظام حضرت مرزا بشیر الدینؓ صاحب کے سپرد کر دیا گیا۔ آپ ستمبر ۱۹۱۰ء تا مارچ ۱۹۱۴ء تک افسر مدرسہ احمدیہ رہے۔ آپ نے اپنی دیگر دینی مصروفیات کے باوجود مدرسہ کی طرف خاص توجہ دی چنانچہ آپ نے اس قلیل عرصہ میں مدرسہ احمدیہ کی کایا پلٹ دی۔

آپ نے لڑکوں میں علو ہمتی پیدا کرنے کے لئے متعدد طریق اختیار فرمائے آپ نے طلباء کو تعلیم کے ساتھ ساتھ فن خطابت سکھانے کے لئے کئی انتظامات فرمائے۔ بورڈنگ ہاؤس کی صفائی کا خاص اہتمام کروایا۔ اپنی ذاتی لائبریری میں سے کئی قیمتی کتابیں مدرسہ کے لئے وقف فرما دیں۔ آپ نے لڑکوں کی تربیت کے لئے مختلف اور احسن طریق اختیار کئے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ کھیل کی طرف خاص توجہ دی اور لڑکوں کو کھیل کا عادی بنایا۔ یہ آپ ہی کی کوششوں کا ثمرہ تھا کہ جب ۲۶ نومبر ۱۹۳۲ء میں مولوی ارجمند خان صاحب کی قیادت میں انتیس ۲۹ افراد پر مشتمل جامعہ احمدیہ کے ایک تبلیغی و تعلیمی وفد نے مختلف علاقوں کا دورہ کیا، یہ لڑکے دن کے وقت کھیل کے میدانوں میں اور رات کو اپنی پُرجوش اور معلومات افزاء تقریروں سے لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتے تھے اور لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے تھے کہ سبز عمامے پہننے والے قادیان کے عالم بھی عجیب قسم کے ہیں کہ کھیل اور لیکچر ہر دو فنوں میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔

مدرسہ احمدیہ کے نظام تعلیم کو ٹھوس اور مستقل بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے حضرت صاحبزادہ صاحبؓ نے سب سے اہم قدم یہ اٹھایا کہ اپریل، مئی ۱۹۱۲ء میں اپنے خرچ پر ہندوستان کا ایک لمبا دورہ کیا جس میں دیوبند، سہارنپور، ندوہ وغیرہ اسلامی مدارس کی تعلیم اور ان کے انتظام کا بغور مطالعہ کیا اور پھر اپنے تجربات کی روشنی میں مدرسہ میں اہم تبدیلیاں کر کے طلباء کے معیار کو بلند سے بلند تر کر دیا۔ اس کے بعد ۱۹۱۲ء ہی میں آپ نے عربی مدارس دیکھنے اور حج کرنے کے لئے مصر و عرب کا سفر بھی اختیار کیا۔

مدرسہ احمدیہ کے لئے آپ کی خدمات کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔ مختصراً یہ کہ آپ نے اس دینی درسگاہ کو بام عروج تک پہنچانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور مدرسہ نے آپ کے عہد میں حیرت انگیز ترقی کی۔

مدرسہ احمدیہ اور خلافتِ ثانیہ

مارچ ۱۹۱۴ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ صاحب کے مسند خلافت پر متمکن ہونے پر مدرسہ کا انتظام حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے بڑی خوش اسلوبی سے سنبھال لیا۔ ۱۹۱۹ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک سات رکنی کمیٹی قائم کی جس کا کام یہ تھا کہ وہ مدرسہ میں جاری شدہ سکیم پر نظر ثانی کرے اور اس میں مناسب تغیر و تبدل کر کے اس کو ایسی لائنوں پر چلائے جن پر چل کر مدرسہ احمدیہ ایسے طالب علم نکال سکے جو صرف ہندوستان

ہی میں نہیں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی تبلیغ کر سکیں اور تعلیم مدرسہ تک ہی محدود نہ رکھی جائے بلکہ اس کے ساتھ ایک کالج بھی کھول دیا جائے۔ چنانچہ حضور کے ارشاد پر ۱۹۱۹ء میں ہی نظرثانی شدہ سکیم مدرسہ میں رائج کر دی گئی۔ لیکن چونکہ پرانی اور نئی سکیموں میں بہت فرق تھا اس لئے اس اندیشہ کے پیشِ نظر کہ طالب علموں کی تعلیم کا نقصان نہ ہو، نئی سکیم صرف پہلی تین جماعتوں پر رائج کی گئی اور آخری چار جماعتیں پرانی سکیم کے مطابق ہی کام کرتی رہیں۔ اس کے علاوہ مدرسہ احمدیہ کے ساتھ ایک اور بھی جماعت تھی جو مولوی فاضل کلاس کہلاتی تھی۔ اس کا کورس یونیورسٹی کے کورس کے مطابق تھا۔

جامعہ احمدیہ کا قیام

اس نئی سکیم کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۹۲۴ء میں صدر انجمن احمدیہ کو ہدایت فرمائی کہ وہ مدرسہ کو کالج تک ترقی دینے کے لئے عملی اقدام کرے۔ چنانچہ کئی مراحل طے ہونے کے بعد ۱۵ اپریل ۱۹۲۸ء کو جامعہ احمدیہ کے نام سے ایک مستقل ادارہ کے قیام کا فیصلہ کر دیا گیا۔ جس کے مطابق مدرسہ احمدیہ کی مولوی فاضل کلاس اس عربی کالج کی پہلی دو جماعتیں قرار دے دی گئی اور جماعت مبلغین دو جماعتوں میں تقسیم کر کے جامعہ کے ساتھ ملحق کر دی گئی۔ اس طرح ابتدا میں جامعہ احمدیہ کی چار جماعتیں کھولی گئیں۔ درجہ اولیٰ، درجہ ثانیہ، درجہ ثالثہ اور درجہ رابعہ۔

اس نئی درسگاہ کے ابتدائی انتظامات پایۂ تکمیل کو پہنچنے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۲۰ مئی ۱۹۲۸ء کو اس کا افتتاح فرمایا۔

۱۹۲۹ء میں جامعہ احمدیہ کا پنجاب یونیورسٹی سے الحاق ہوا اور یہ الحاق تقسیم ملک کے بعد بھی جاری رہا اور مولوی فاضل کی کلاس ختم ہونے پر یہ الحاق بھی ختم ہو گیا۔

طلباء جامعہ کے تحریری ملکہ کو اجاگر کرنے کے لئے اپریل ۱۹۳۰ء میں جامعہ احمدیہ کی طرف سے "جامعہ احمدیہ" سہ ماہی رسالہ جاری ہوا۔

۳۱-۱۹۳۰ء میں جامعہ احمدیہ کے لئے بعض کتب منگوانے کا انتظام شروع ہوا۔ جس کے نتیجہ میں ۱۹۴۷ء تک جامعہ احمدیہ کی ایک اچھی خاصی لائبریری تیار ہو گئی۔

۱۹۳۲ء میں قادیان علوم شرقیہ کے امتحان کا سینٹر منظور ہوا۔ اسی زمانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ایک ارشاد کی روشنی میں یہ قاعدہ بنا دیا گیا کہ جامعہ احمدیہ میں صرف وہی طلباء داخل کئے جائیں گے جو مدرسہ احمدیہ کے فارغ التحصیل ہوں گے۔ ان کے سوا کوئی طالب علم جامعہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ البتہ جہاں تک جامعہ احمدیہ کی مولوی فاضل کلاس کا تعلق ہے صدر انجمن احمدیہ کی خاص اجازت سے استثنائی طور پر مدرسہ احمدیہ کے فارغ التحصیل طلباء کے علاوہ دوسرے بھی داخل ہو سکیں گے اور مبلغین کلاس میں بہر صورت کوئی دوسرا طالب علم داخل نہیں ہو سکے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خاص توجہ کے نتیجہ میں ۱۹۳۴ء میں جامعہ احمدیہ کا دارالاقامہ (ہوسٹل) قائم ہوا۔ ۲۰ نومبر ۱۹۳۴ء کو حضور رضی اللہ عنہ نے اس کا افتتاح فرمایا۔

۱۹۳۹ء میں جامعہ احمدیہ میں "سنسکرت" کی کلاس جاری کی گئی جو ۱۹۴۴ء تک جاری رہی۔

صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب جامعہ احمدیہ کے سٹاف میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ کی انگلستان سے واپسی پر آپ کو جامعہ احمدیہ کے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے اہم کام پر مقرر فرمایا۔ چنانچہ آپ ۲۷ نومبر ۱۹۳۸ء سے جامعہ احمدیہ کے سٹاف میں شامل ہو گئے اور قریباً پانچ ماہ بعد جامعہ احمدیہ کے پہلے پرنسپل حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کی ریٹائرمنٹ پر یکم مئی ۱۹۳۹ء کو اس مرکزی درسگاہ کے پرنسپل مقرر کئے گئے۔ آپ کے مئی ۱۹۴۴ء میں تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل مقرر ہونے پر ۲۴ مئی ۱۹۴۴ء کو مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری جامعہ احمدیہ کے پرنسپل مقرر ہوئے۔

۱۹۴۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جامعہ احمدیہ کی طرف خاص توجہ فرمائی اور جماعت کو وقفِ زندگی کی تحریک کی۔ جس پر کئی نوجوان لبیک کہتے ہوئے آگے آئے۔ لہذا جامعہ احمدیہ میں میٹرک پاس طلبہ کے لئے ایک سپیشل کلاس جاری کی گئی۔ اس کے علاوہ دوسرے طلباء میں بھی اضافہ ہوا اور جامعہ احمدیہ میں زندگی کی ایک نئی روح پیدا ہوئی۔ ضرورت کے پیشِ نظر جامعہ احمدیہ اور اس کا ہوسٹل محلہ دارالانوار کے نئے گیسٹ ہاؤس میں منتقل کر دیا گیا۔ یہ ادارہ ترقی کی منازل طے کر رہا تھا کہ تقسیم ہند کا واقعہ پیش آ گیا۔

تقسیم ملک کے بعد جامعہ احمدیہ

نئے بدلے ہوئے حالات میں چونکہ دو مستقل اداروں یعنی مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ کا علیحدہ علیحدہ شکل میں قائم رکھنا مشکل تھا۔ اس لئے ۱۳ نومبر ۱۹۴۷ء کو لاہور میں ایک مخلوط ادارہ کا اجراء کیا گیا جس میں مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ کے طلباء جامعہ احمدیہ کے پرنسپل مولانا ابوالعطاء صاحب کے زیرِ نگرانی تعلیم پاتے تھے۔ جگہ کی تنگی اور ہوسٹل کی سہولتوں کے میسر نہ آنے کی وجہ سے یہ ادارہ چند دن بعد پہلے چنیوٹ اور پھر دو ماہ بعد احمد نگر (متصل ربوہ) میں منتقل کر دیا گیا اور پھر ۱۹۵۶ء میں ربوہ منتقل کر دیا گیا۔ اس وقت قاضی محمد نذیر صاحب پرنسپل تھے۔

جامعۃ المبشرین کا قیام

تقسیم ملک کے بعد مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ کو یکجا کر دیا گیا تھا۔ اب ۱۰ دسمبر ۱۹۴۹ء کو جامعہ احمدیہ کے علاوہ جامعۃ المبشرین ربوہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کا سٹاف اکثر و بیشتر اُن واقفین پر مشتمل تھا جو ۱۹۴۷ء میں علوم اسلامیہ کی خصوصی تعلیم حاصل کر چکے تھے۔ اس ادارہ کا مقصد یہ تھا کہ جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل طلباء اور دیگر واقفین زندگی کی تعلیم کا انتظام کرے اور ان کو تبلیغی ٹریننگ دے۔

جولائی ۱۹۵۳ء کو مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل اس نئی درسگاہ کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ آپ اور دیگر اساتذہ کی تحریک کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس مرکزی درسگاہ کے لئے نئی عمارت تعمیر کرنے کا فیصلہ ہوا اور پھر ۱۹۵۴ء میں حضرت مولوی غلام رسول صاحب رضی اللہ عنہ راجیکی نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی دعائیہ اینٹوں کے ذریعہ اس عمارت کی بنیاد رکھی۔

جامعۃ المبشرین اور جامعہ احمدیہ کا الحاق

تقریباً سات سال اس ادارہ کے تحت تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔

بعد ازاں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر جامعۃ المبشرین کو جامعہ احمدیہ میں مدغم کر دیا گیا اور محترم سید داؤد احمد صاحب جولائی ۱۹۵۷ء میں اس کے پرنسپل مقرر ہوئے۔

جامعہ احمدیہ کی جدید عمارت

محترم سید داؤد احمد صاحب نے جامعہ احمدیہ کے ظاہری اور باطنی حسن کو دوبالا کرنے کے لئے انتھک کوششیں کیں جو لوگوں کے دلوں اور خصوصاً جامعہ سے تعلق رکھنے والے احباب کے دلوں پر نہ ختم ہونے والے نقوش چھوڑتی رہیں گی۔ آپ کی خاص توجہ کے نتیجہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی نے جامعہ احمدیہ کی جدید عمارت کی منظوری عنایت فرمائی۔ مارچ ۱۹۶۰ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی نے عید الفطر کے مبارک دن اس نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔

قریباً دو سال بعد اس عمارت کے مکمل ہونے پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی نے دسمبر ۱۹۶۱ء میں اس کا افتتاح فرمایا۔ اس کے بعد جامعہ کی پرانی عمارت بطور ہوسٹل استعمال ہونے لگی۔ لیکن چونکہ اس عمارت کا بطور ہوسٹل استعمال ہونا مشکل تھا۔ اس لئے جلد ہی سید داؤد احمد صاحب نے اس کی جگہ جدید طرز کے ہوسٹل کی نئی عمارت کی تعمیر شروع کروائی۔ مگر ابھی یہ عمارت مکمل نہ ہوئی تھی کہ حضرت سید داؤد احمد صاحب کی وفات کا المناک واقعہ ہو گیا۔ چنانچہ یہ عمارت آپ کی وفات کے بعد مکمل ہوئی۔

جامعہ احمدیہ کے رسائل

محترم سید داؤد احمد صاحب نے جامعہ احمدیہ کے طلباء کا ذوق جستجو بڑھانے اور ان میں تحقیق و تدقیق کا شوق پیدا کرنے کے لئے جامعہ سے رسائل کے اجراء کا اہتمام فرمایا۔ چنانچہ اس مقصد کے پیش نظر "البشریٰ" نامی عربی رسالہ جسے ۱۹۵۸ء میں حضرت مولانا ابو العطاء صاحب نے شروع کیا تھا، ۱۹۵۹ء میں جامعہ احمدیہ کی طرف منتقل ہو کر نئے نظام کے تحت شائع ہونے لگا۔ مکرم ملک مبارک احمد صاحب استاذ الجامعہ اس کے مدیر مقرر ہوئے۔

اس کام کو آگے بڑھاتے ہوئے محترم میر صاحب نے ۱۹۶۴ء میں "مجلۃ الجامعہ" کے نام سے ایک سہ ماہی رسالہ جامعہ سے جاری فرمایا۔ یہ رسالہ ایک رنگ میں قادیان سے نکلنے والے رسالہ "جامعہ احمدیہ" کا دوبارہ احیاء تھا۔

جامعہ احمدیہ کے بنیادی پروگرام اور انتظامات

جامعہ احمدیہ کے طلباء کی تعلیمی، تربیتی، اخلاقی اور جسمانی امور کی درستی کے لئے محترم سید میر داؤد احمد صاحب کے دور میں جو طریق اختیار کئے گئے آج کے جامعہ میں رائج ذرائع انہی کی بنیاد پر استوار کئے گئے ہیں۔ ان میں سے کچھ کا اختصار کے ساتھ تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ طلباء کا اساتذہ سے زیادہ سے زیادہ تعلق پیدا کرنے اور ان کی ہر قسم کی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کے لئے جامعہ احمدیہ کے تمام طلباء کو پانچ احزاب میں منقسم کر دیا گیا اور ہر حزب پر ایک استاد کو نگران مقرر کیا گیا جو اپنے حزب کے طلباء سے رابطہ رکھتا اور انہیں علمی، تربیتی، اخلاقی اور جسمانی امور سے تعلق رکھنے والی ضروری باتوں کی طرف توجہ دلاتا رہتا۔ جامعہ احمدیہ کی سالانہ کھیلوں کا انعقاد بھی انہیں احزاب کے مابین ہوتا۔

۲۔ طلباء کی عمومی تربیت کو مدنظر رکھتے ہوئے نیز ان کے تقریری و تحریری ملکہ کو اجاگر کرنے کے لئے جامعہ میں ایک مجلس "الجمعیۃ العلمیۃ" کے نام سے قائم کی گئی۔ اس مجلس کے تحت طلباء جامعہ کے درمیان تقریری و تحریری قسم کے مقابلہ جات منعقد کروائے جاتے تھے۔

۳۔ طلباء کی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کے لئے ایک "محاسبہ نفس" فارم کا اجراء کیا گیا۔ جسے ہر طالب علم ہفتہ میں ایک دفعہ مکمل کر کے اپنے نگران کو پیش کرتا تھا۔ اس فارم میں اس کے روحانی، علمی اور دیگر پروگراموں کا ذکر ہوتا۔

ان مندرجہ بالا امور کے علاوہ درجہ رابعہ و خامسہ کے طلباء کے لئے بہت سی خصوصی ہدایات تھیں جن پر عمل کرنا ان کے لئے ضروری تھا۔ نیز درجہ سادسہ کے لئے جو جامعہ کی آخری کلاس ہے باقاعدہ ایک شائع شدہ پروگرام تھا جس پر عمل اشد ضروری تھا۔

محترم سید میر داؤد احمد صاحب ہی کے زمانہ میں جامعہ احمدیہ کا باقاعدہ نصاب تیار کیا گیا اور اسے تحریری شکل دی گئی جو آج بھی کچھ تبدیلیوں کے ساتھ جامعہ میں رائج ہے۔ گویا محترم میر صاحب نے جامعہ احمدیہ کو اس کے اصل مقام پر لا کھڑا کیا اور اسے ہر وہ حق دلایا جس کا وہ مستحق تھا اور آپ نے اس ادارہ کو ایک بہترین دینی ادارہ کی صورت میں جماعت کے سامنے پیش کیا۔

محترم میر صاحب کی وفات کے بعد ۱۹۷۳ء میں مکرم ملک سیف الرحمان صاحب کو جامعہ احمدیہ کا پرنسپل مقرر کیا گیا۔ آپ کے دور میں جامعہ احمدیہ تقریباً انہیں راہوں پر گامزن رہا جو محترم میر صاحب اس کے لئے مقرر فرما گئے تھے۔ مکرم ملک سیف الرحمان صاحب نے بھی جامعہ کے قدم کو ترقی کی راہوں پر مزید تیز کرنے کے لئے بہت محنت اور جدوجہد فرمائی۔ آپ کے دور میں جامعہ احمدیہ کی عمارت کے اوپر دوسری منزل کا ایک حصہ بنایا گیا۔ اسی طرح ہوسٹل کی عمارت میں بھی اضافہ ہوا۔ اس ظاہری ترقی کے ساتھ ساتھ محترم ملک صاحب نے طلباء کے روحانی اور علمی معیار کو بڑھانے کے لئے خاطر خواہ کوششیں فرمائیں۔

مارچ ۱۹۸۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ نے جامعہ احمدیہ میں ایڈمنسٹریشن کے نظام کو جاری فرمایا اور اس کے لئے محترم مرزا انس احمد صاحب کو بطور ایڈمنسٹریٹر جامعہ احمدیہ مقرر فرمایا۔ اس طرح جامعہ احمدیہ میں دو نظام شروع ہوئے۔ یعنی مکرم مرزا انس احمد صاحب ایڈمنسٹریٹر اور محترم ملک سیف الرحمان صاحب پرنسپل۔ اسی دور میں جامعہ احمدیہ کی عمارت میں اوپر والی منزل کا مزید ایک اور حصہ تعمیر ہوا۔

۱۹۸۴ء میں مکرم عطاء اللہ صاحب کلیم کو جامعہ احمدیہ میں وائس پرنسپل کی حیثیت سے مقرر کیا گیا۔

۱۹۸۴ء ہی میں محترم ملک سیف الرحمان صاحب کے بیرون ملک چلے جانے پر محترم عطاء اللہ صاحب کلیم کو قائم مقام پرنسپل بنا دیا گیا۔

۱۹۸۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ احمدیہ سے ایڈمنسٹریشن کے نظام کو ختم کر دیا اور مکرم عطاء اللہ صاحب کلیم کو ہی قائم مقام پرنسپل مقرر فرمایا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد ہی حضور ایدہ اللہ نے مکرم عطاء اللہ صاحب کلیم کی تقرری بیرون پاکستان فرمادی اور دسمبر ۱۹۸۶ء میں محترم ملک مبارک احمد صاحب جامعہ احمدیہ کے قائم مقام پرنسپل مقرر ہوئے۔ آپ

نے اس عہدہ پر قریباً ایک سال خدمات سرانجام دیں اور بڑی محنت اور لگن سے اس ذمہ داری کو نبھایا۔ دسمبر ۱۹۸۷ء تک ملک سیف الرحمان صاحب جامعہ احمدیہ کے پرنسپل رہے آپ چونکہ بیرون پاکستان مقیم تھے اس لئے جو بھی پاکستان میں جامعہ کو چلاتا وہ قائمقام مقرر ہوتا تھا۔

دسمبر ۱۹۸۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے محترم سید میر محمود احمد صاحب کو جامعہ کا پرنسپل مقرر فرمایا۔ جو خدا کے فضل سے بڑی ہی محنت اور حکمتِ عملی کے ساتھ اس ذمہ داری کو سرانجام دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی صحت اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور آپ ایک لمبا عرصہ اس خدمت کو انجام دینے کی توفیق پاتے رہیں۔ آمین۔

جامعہ احمدیّہ کی موجودہ شکل

مربیان کی بڑھتی ہوئی ضرورت کے پیشِ نظر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے جامعہ احمدیہ کو دو حصّوں میں تقسیم کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آپ کے حکم کے مطابق اس کو ۱۹۸۴ء میں دو حصّوں یعنی حصّہ مبشر اور حصّہ شاہد میں تقسیم کر دیا گیا۔ ہر دو کے الگ الگ نصاب مقرر ہوئے۔

ابتدائی تین کلاسیں (اولیٰ، ثانیہ اور ثالثہ) دونوں حصّوں میں مشترک ہیں۔ ثالثہ کے امتحان میں ۷۵ فیصد نمبر لینے والے طلباء کو مزید تعلیم کے لئے رابعہ میں بھیج دیا جاتا ہے رابعہ کے بعد یہ طلباء خامسہ اور شاہد کا امتحان پاس کرتے ہیں۔ عملی ٹریننگ مکمل کرنے کے بعد یہ میدان عمل میں بھیج دیئے جاتے ہیں۔ یہ نصاب چھ سال پر مشتمل ہے اس نصاب کے فارغ التحصیل طالب علم کو "شاہد" کی ڈگری دی جاتی ہے۔

جو طلباء ثالثہ کے امتحان میں ۷۵ فیصد سے کم نمبر لیتے ہیں اُنہیں مزید ایک سال کی تعلیم دی جاتی ہے جس میں وہ مبشر کے امتحان کے علاوہ عملی ٹریننگ (ڈرائیونگ، ٹائپنگ، رائیڈنگ، اکاؤنٹس اور لائبریری کورس وغیرہ) کا کورس بھی مکمل کرتے ہیں جس کے بعد ان کو میدان عمل میں بھیج دیا جاتا ہے۔ یہ نصاب چار سال پر مشتمل ہے۔ اس نصاب کے فارغ التحصیل طالب علم کو "مبشر" کی ڈگری دی جاتی ہے۔

تربیتی احزاب کے لحاظ سے اب جامعہ کے طلباء پانچ گروپوں کی بجائے دس گروپوں میں منقسم ہیں۔ حصّہ مبشر کے الگ پانچ گروپ ہیں اور حصّہ شاہد کے الگ پانچ گروپ۔ البتہ کھیلوں کے لئے چار علیحدہ گروپ بنائے گئے ہیں جن میں شاہد و مبشر کے طلباء مشترک ہیں اور انہیں گروپوں کے مابین جامعہ احمدیہ کی سالانہ کھیلیں منعقد ہوتی ہیں۔

جامعہ احمدیہ کے طلباء کی محفل جو پہلے "الجمعیّۃ العلمیّۃ" کے نام سے موسوم تھی اب اُس کی جگہ دو مجلسیں قائم ہیں۔ حصّہ شاہد کے طلباء کی مجلس کا نام "علمی مجلس" ہے جبکہ حصّہ مبشر کے طلباء کی مجلس "مجلس علمی" کے نام سے معروف ہے۔

ایک زمانہ میں جامعہ احمدیہ کے طلباء کو زائد مطالعہ کے لئے دوسری لائبریریوں میں جانا پڑتا تھا لیکن اب خدا کے فضل سے جامعہ احمدیہ کی لائبریری کی عمارت دو بڑے ہال نما کمروں پر مشتمل ہے جبکہ اس میں اٹھارہ ہزار سے زائد کتب موجود ہیں۔ جہاں تک جامعہ کے سٹاف کا تعلق ہے تو اب خدا کے فضل سے اس کے سٹاف میں تیس سے زائد اساتذہ موجود ہیں جن میں سے اکثر جامعہ کے ہی فارغ التحصیل ہیں۔ اس کے علاوہ جامعہ میں ایک ریسرچ سیل بھی موجود ہے جو کہ جامعہ کے بعض اساتذہ اور طلباء پر مشتمل ہے۔

یہ ہے مختصر تعارف اُس ادارہ کا جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی متبرک دعاؤں سے رکھی تھی۔ یہ آپؑ کی دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے کہ یہ ادارہ باوجود اتنی مخالفتوں اور مشکلات کے قائم رہا اور نہ صرف قائم رہا بلکہ خدا کے فضل سے پہلے سے کئی گنا بڑھ کر ترقی کر رہا ہے اور وہ وقت دور نہیں جب اس سے علم حاصل کرنے والے طلباء اپنے روحانی علم کے نور کی بدولت ساری دنیا کو منور کر دیں گے۔ شیطانی ظلمت ہمیشہ ہمیش کے لئے اس جہاں سے بھاگ جائے گی اور اسلام کا سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمکنے لگے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم قرآنی شریعت کی ہواؤں کے ساتھ پوری طرح ساری دنیا پر لہرائے گا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

جامعہ احمدیہ کے اس مختصر تعارف کو جامعہ کے محبوب پرنسپل محترم سید میر داؤد احمد صاحب کے اس پیغام کے ساتھ ختم کیا جاتا ہے جو آپ نے اپنے مرض الموت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی موجودگی میں جامعہ کے طلباء کو دیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔

> "اسلام کی فتح اور کامیابی کے لئے تمہارے خون کی ضرورت ہے۔ مجھے امید ہے کہ تم اس کے لئے ہر وقت آمادہ اور تیار رہو گے"

امورِ عامہ

۱۔۔۔ اس سے قبل یہ اعلان چھپا تھا کہ سولہ سال سے کم عمر کے بچّوں کو پاکستان سے جرمنی آنے کے لئے ویزا کی ضرورت نہیں ہے۔ احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ قانون اب تبدیل ہو چکا ہے اور تازہ اطلاع کے مطابق یکم جنوری ۱۹۹۱ء سے بچّوں کو بھی جرمنی داخل ہونے کے لئے ویزا لینا پڑے گا۔

۲۔۔۔ ناصر باغ گروس گیراؤ کے ٹیلی فون نمبر ۸۲۸۹۵ پر اب دوست ٹیلی فون نہ کیا کریں کیونکہ اس نمبر پر اب FAX لگا دی گئی ہے۔ اس ٹیلی فون نمبر کی بجائے آپ ناصر باغ کی جماعتی انتظامیہ سے ٹیلی فون نمبر ۰۶۱۵۲-۷۴۸۵ پر رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔

۳۔۔۔ BUNDESVERWALTUNGSGERICHT BERLIN سے بعض احباب کے کیس مسترد ہوئے ہیں۔ ایسے احباب جن کا کیس اس عدالت سے مسترد ہوا ہو اور ابھی آگے اپیل کرنے کا حق ہو ان سے درخواست کی جاتی ہے کہ فوری طور پر دفتر امور عامہ سے رابطہ قائم کریں تاکہ VERFASSUNGSGERICHT KARLSRUHE میں باقاعدہ کسی اچھے وکیل کے مشورہ سے اپیل کی جائے جس سے نہ صرف متعلقہ احباب کا فائدہ ہوگا بلکہ عمومی طور پر تمام احمدیوں کا بھی فائدہ ہوگا۔

۴۔۔۔ بعض احباب کی طرف سے شکایات موصول ہوئی ہیں کہ ان کے وکلاء نے ان سے اچھی خاصی فیسیں بھی وصول کر لی ہیں لیکن ان کے کیس میں وہ ذاتی دلچسپی نہیں لیتے اور نہ ہی انہیں مناسب وقت دیتے ہیں۔ احباب کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ وکیل کرتے وقت ایسے وکیل کریں جسے صرف پیسوں سے ہی دلچسپی نہ ہو بلکہ اسے اپنے مؤکلان کے مفاد سے بھی دلچسپی ہو اور وہ ہر مؤکل کے کیس میں دلچسپی لینے والا ہو۔ اس سلسلہ میں آپ اپنے ریجنل امراء سے بھی مشورہ کر سکتے ہیں۔

محمد عاقل خاں۔ سیکرٹری امور عامہ ـــــــــ جرمنی

بقیہ : خُطبہ جمعہ

نہیں ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عبادت کے برابر پہنچ سکے۔ اس لئے حسبِ توفیق اپنی عبادت کو ایسی وسعت دینا ضروری ہے اور اس وسعت کا آغاز اپنے خاندان سے کریں۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ میں اگر آپ باشعور طور پر باقی چیزوں کو شامل نہیں کر سکتے تو اپنی بیوی، اپنے بچّوں اور اپنے عزیزوں کو تو شامل کریں۔ اگر آپ خدا تعالیٰ کی جماعت کی طرف سے کسی عہدے پر مامور ہیں تو اُن سب کو شامل کریں۔ اگر آپ قائد خدام الاحمدیہ ہیں تو خدام کو شامل کریں۔ اگر لجنہ کی صدر ہیں تو لجنات کو شامل کریں۔ غرض کہ جس جس دائرے میں بھی آپ کو کسی کام پر مامور فرمایا گیا ہے ان کو اپنے ساتھ شامل کریں۔ ایسی صورت میں جب اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کہیں گے تو اس کے ساتھ ہی اپنے نفس کا ایک محاسبہ بھی شروع ہو جائے گا اور انسان یہ سوچے گا کہ کس حد تک میں اِن کی نمائندگی کا حق رکھتا ہوں۔ کیا میں نے ان کو عبادت کرنے میں اپنے ساتھ شریک کرنے کی کوشش بھی کی ہے کہ نہیں۔ کیا میں نے واقعۃً چاہا ہے کہ یہ سارے میرے ساتھ خدا کی عبادت کرنے والے بنیں۔ پس اگر ایسا نہیں ہوا تو پھر اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کے مضمون میں سے کچھ ہوا نکل جائے گی، کچھ جان نکل جائے گی۔ وہ طاقت اس میں نہیں پیدا ہو سکتی۔ پس دیکھیں وہی دعا ہے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کی لیکن حالات کے بدلنے کے ساتھ اس کے معنی بدلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ بعض صورتوں میں یہ بہت قوی دعا بن کے ابھرتی ہے۔ بعض صورتوں میں اس میں ناطاقتی پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کی دعا کا مضمون بہت ہی وسیع اور گہرا ہے۔ اس کا ایک طرف ربّ رحمان، رحیم اور مالک سے تعلق ہے اور دوسری طرف کل عالمین سے اس کا تعلق بن جاتا ہے اور آپ ربّ اور اس کی مخلوقات کے درمیان واسطہ بن جاتے ہیں۔

نماز میں مضمر عظیم الشان سبق

ضمائر کا یہی مضمون آگے بڑھتا ہے اور اب ہم رکوع میں داخل ہوتے ہیں۔ آپ نے کبھی سوچا یا نہیں سوچا لیکن تعجب کی بات ضرور ہے کہ رکوع میں جاتے ہیں تو ہم بھی اکیلے اور خدا بھی اکیلا۔ سُبحان ربّی العظیم، سبحان ربّی العظیم اور یہی سجدے میں حال ہے۔ ربّ العالمین میرا رب بن گیا ہے اور یہ بہت دلچسپ بات ہے اور بہت لطف کی بات ہے اور بے انتہا شکر کی بات ہے کہ وہ شخص جو نماز کو سمجھتے ہوئے اخلاص کے ساتھ ادا کرتے ہوئے رکوع تک پہنچتا ہے اس کو گویا نماز یہ پیغام دے رہی ہے کہ تُو نے خدا کی ربوبیّت کو عالمین کے اوپر قبول کیا اور سمجھا اور خدا کی ربوبیّت کا نمائندہ بننے کی کوشش کی۔ تُو نے خدا کی رحمانیت کو کُل عالمین پر جاری ہوتے دیکھا اور سمجھا اور پھر خدا کی نمائندگی میں اپنی رحمانیت کو اسی طرح پھیلانے کی کوشش کی۔ غرضیکہ مالک تک آپ پہنچیں تو ان سب باتوں کا جواب پھر خدا کی طرف سے یہ آتا ہے کہ تُو نے تو مجھے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کہا کہ اے خدا! میں تمام بنی نوع انسان کی یا اُن سب کی نمائندگی میں جن کو تُو نے میرے تابع فرمایا ہے تیری عبادت کرتا ہوں۔ اس لئے اب میں تجھ پہ تیرا خدا بن کر ابھروں گا اور تجھے یہ حق عطا کرتا ہوں کہ تُو کہہ سُبحان ربّی العظیم پاک ہے میرا رب جو میرا رب ہے۔

اب یہاں جو غائب تھا وہ غائب نہ رہا۔ جو سب کا تھا وہ سب کا ہو گا بھی لیکن یہاں اپنا بن کے اُبھرا ہے اور میرا ربّ بن کے اُبھرا ہے۔ پس جس کا رب عظیم ہو اُس کو بھی عظمتوں سے حصّہ ملے گا۔ اس میں یہ خوشخبری بھی عطا کر دی گئی کہ اب تو عام انسان نہیں رہا۔ تُو نے ایک ایسی ذات سے تعلق جوڑ لیا ہے اور اُس کو اپنا بنا لیا ہے اور وہ تیرا ہو چکا ہے کہ اب اُس کی عظمتوں سے تجھ کو حصّہ دیا جائے گا اور جب وہ سجدے میں جاتا ہے اور دنیا کی نظر میں بظاہر بالکل ذلیل اور رسوا ہو جاتا ہے یعنی اس سے زیادہ دنیا کی نظر میں انسان کے لئے کیا رسوائی ہو سکتی ہے کہ وہ اپنا ماتھا کسی کے حضور خاک پر رگڑنے لگے، وہاں اُس کے دل سے یہ آواز اُٹھتی ہے سُبحَانَ رَبِّیَ الاعلیٰ۔ وہ ربّ جسے میں نے اپنا بنا لیا ہے، جس نے مجھے اپنا بنا لیا ہے وہ ہر دوسری چیز سے بلند تر اور اعلیٰ ہے اور اس کے مقابل پر کسی اور چیز کی کوئی حیثیت نہیں تو خدا کے عُلوّ میں سے، خدا کا بلند مرتبہ ہونے میں سے اِن عاجز بندوں کو بھی حصّہ عطا کیا جاتا ہے اور اس طرح ضمائر کا مضمون دیکھیں کہاں سے شروع ہو کر کہاں تک پہنچا ہے اور بظاہر سجدے کی انتہائی جھکی ہوئی حالت میں ہے لیکن اس جھکی ہوئی حالت میں یہ مضمون اپنے معراج کو پہنچ جاتا ہے اور انسان کو یہ سبق دے جاتا ہے کہ اس کی ہر ترقی کا راز اُس کے عجز میں ہے۔ جتنا زیادہ وہ خدا کے حضور گرے گا اور جھکے گا اتنا ہی زیادہ اُسے سربلندی عطا کی جائے گی۔ پس ضمائر کے لحاظ سے بھی آپ دیکھیں تو نماز ایک عظیم الشان پیغام رکھتی ہے اور گہرے سبق رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ نماز میں زمانوں کو بھی اس رنگ میں استعمال فرمایا گیا ہے کہ ایک بہت ہی دلکش مضمون ہمارے سامنے ابھرتا ہے اور ہمارے دماغوں کو روشن کرتا چلا جاتا ہے لیکن میں گھڑی کو دیکھ رہا ہوں، اب چونکہ وقت تھوڑا رہ گیا ہے چند اور باتیں بھی نماز سے متعلق کہنی باقی ہیں۔ اس لئے انشاء اللہ آئندہ جمعہ پر اگر وقفِ جدید کی باتیں کرنے کے بعد وقت بچا ورنہ پھر اُس سے آئندہ جمعہ پر اس مضمون کو جاری رکھیں گے۔

غزل

کہہ لیجئے باتیں جو نہ کہنے کے لئے ہیں
ہم لوگ تو ہر بات کو سہنے کے لئے ہیں

تم زخم لگاؤ گے تو ہم اور پھلیں گے
ہم نخلِ ثمردار ہیں رہنے کے لئے ہیں

کب وقت کی رَو کو خس و خاشاک نے روکا
دیکھو خس و خاشاک تو بہنے کے لئے ہیں

لڑکوں نے بنائے ہیں جو دریا کے کنارے
وہ ریت گھروندے سبھی ڈھینے کے لئے ہیں

اکبر کو اب ایسا بھی نہ نادار سمجھ جان
یہ چاند۔ یہ تارے۔ ترے کہنے کے لئے ہیں

اکبر حمیدی (اسلام آباد)

جماعت احمدیہ جرمنی کی دسویں مجلس مشاورت ۱۴ ۱۵ ۱۶ جون کو منعقد ہوئی

۱۰۰ مساجد سکیم کی کامیابی کیلئے ہر ماہ کی پہلی جمعرات کو نفلی روزہ کی تحریک۔ بجٹ آمد و خرچ کی منظوری

مجلس مشاورت میں ۳۸۸ نمائندگان اور ۹۳ زائرین کی شرکت

مرتبہ :۔ خلیق سلطان انور

جماعت احمدیہ جرمنی کی دسویں مجلس مشاورت مورخہ ۱۴، ۱۵، ۱۶ر جون بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار بیت النصر کولون میں منعقد ہوئی۔ امسال جرمنی کی ۲۰۴ جماعتوں میں سے ۱۵۴ جماعتوں کے ۳۸۸ نمائندگان نے شرکت کی۔ جبکہ ۹۳ زائرین اپنے طور پر تشریف لاکر کارروائی سے مستفیض ہوئے۔ تینوں روز کے اجلاسات مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر امیر جماعت جرمنی کی زیر صدارت منعقد ہوئے۔

افتتاح

مجلس مشاورت کا آغاز ۱۴ر جون کو ۵ بجکر ۱۵ منٹ پر تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ محترم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب میں کولون مشن کے بالائی حصہ کی چھت کی مرمت کے لئے وقار عمل کرنے والے احباب کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔ اسی طرح مہدی آباد ہمبرگ کی تفصیلات بتائیں اور فرینکفرٹ میں ایک بلڈنگ کی خرید سے متعلق نمائندگانِ شوریٰ کو آگاہ فرمایا۔

امیر صاحب کے خطاب کے بعد اجتماعی دعا ہوئی۔ بعد ازاں مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی مشنری انچارج نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد تزکیہ نفس تھا اور یہی مقصد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا بھی ہے۔ آپ نے ممبران شوریٰ کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ آپ نے کہا کہ خدا کی ذات کا تصور ہر وقت دلوں اور دماغوں میں زندہ رہنا چاہیئے۔ آپ نے احادیث کے حوالوں سے اطاعت کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

آپ کی تقریر کے بعد نیشنل سیکرٹریان نے اپنے اپنے شعبہ کے کام سے متعلق رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں ایڈیشنل جنرل سیکرٹری نے گذشتہ مجلس شوریٰ کے منظور شدہ فیصلہ جات پر عمل درآمد کی رپورٹ نیز موجودہ مجلس شوریٰ کا ایجنڈا پیش کیا۔ بعد ازاں سیکرٹری مجلس مشاورت نے رد شدہ تجاویز پڑھ کر سنائیں۔ امسال ۳۲ جماعتوں کی طرف سے ۶۹ تجاویز موصول ہوئی تھیں۔ بعد ازاں مجلس مشاورت کے طریق کار کے مطابق سب کمیٹیوں کا انتخاب عمل میں آیا۔ اس موقعہ پر مکرم امیر صاحب نے چوہدری ظہور احمد ریجنل امیر ہمبرگ کو معاونت کے لئے اپنے پاس بلایا۔ سب کمیٹیوں کے انتخاب کے بعد اجلاس صبح تک کے لئے برخاست ہوگیا۔

دوسرا روز ۱۵ر جون ہفتہ

دوسرے روز صبح نو بجے کارروائی کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک اور پھر اجتماعی دعا سے ہوا۔ اس اجلاس میں مکرم عبدالرحمٰن مبشر نے امیر صاحب کی معاونت کی۔ اجلاس کے آغاز میں امیر صاحب نے فرمایا کہ کل جو رد شدہ تجاویز پڑھ کر سنائی گئی ہیں ان کی تفاصیل سے سرکلر کے ذریعہ تمام جماعتوں کو آگاہ کردیا جائے گا۔ اس کے بعد سب کمیٹی تبلیغ کی رپورٹ مکرم عبدالشکور اسلم سیکرٹری سب کمیٹی نے پیش کی۔ اس کمیٹی کے صدر مکرم عبدالباسط طارق مبلغ سلسلہ تھے۔ سب کمیٹی نے تجویز نمبر ایک کو رد کردیا جبکہ تجویز نمبر ۲ سب کمیٹی نے ترمیم کے ساتھ نمائندگان کے سامنے پیش کی۔ رپورٹ کے بعد نمائندگان شوریٰ کی طرف سے عام بحث شروع ہوئی۔ آخر میں نمائندگان شوریٰ نے تجویز نمبر ایک کو اصل شکل میں منظور کئے جانے کی سفارش کی۔ جبکہ دوسری تجویز سے متعلق سب کمیٹی کی ترمیم منظور کرلی گئی۔

سب کمیٹی کے بعد متفرق کمیٹی کی رپورٹ مکرم محمد شریف خالد سیکرٹری کمیٹی نے پیش کی۔ اس کمیٹی کے صدر مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مبلغ سلسلہ تھے متفرق کمیٹی کی کارروائی کے دوران مکرم محمد گلفام احمد نے محترم امیر صاحب کی مدد کی۔ عام بحث کے دوران تفصیلی تبادلۂ خیالات ہوا۔ اس تجویز کو ترمیم کے ساتھ منظور کرلیا گیا۔ اس کے بعد طعام و نماز کے لئے وقفہ ہوا۔

اجلاس دوم

دوسرے روز کا اجلاس دوم پونے چار بجے شام شروع ہوا۔ تلاوتِ قرآن کریم و دعا کے بعد مکرم محمد احمد گردیزی سیکرٹری سب کمیٹی مال نے سال ۹۲-۹۱ء کا بجٹ آمد و خرچ پیش کیا۔ سب کمیٹی مال کے صدر مکرم لئیق احمد منیر مبلغ سلسلہ تھے۔ یہ اجلاس بغیر کسی وقفہ کے پونے دس بجے شام تک جاری رہا۔ اجلاس کی کارروائی کے دوران مکرم ڈاکٹر نعیم احمد طاہر اور مکرم فضل الرحمٰن انور کو امیر صاحب کا ہاتھ بٹانے کا موقعہ ملا۔ نمائندگانِ شوریٰ نے کثرت رائے سے جماعت احمدیہ جرمنی کا بجٹ آمد و خرچ منظور کرلیا۔

تیسرا روز ۱۶ر جون اتوار

تیسرے روز صبح نو بجے تلاوتِ قرآن کریم اور دعا کے ساتھ اجلاس کی کارروائی

شروع ہوئی۔ امیر صاحب نے مکرم محمد اسحاق اطہر کو اپنی معاونت کے لئے طلب فرمایا۔ بعد ازاں مکرم طاہر محمود صاحب سیکرٹری سب کمیٹی تعلیم و تربیت نے سب کمیٹی کی رپورٹ پیش کی۔ اس کمیٹی کے صدر مکرم محمد جلال شمس مبلغ سلسلہ تھے۔ سب کمیٹی نے ایجنڈا پر موجود دونوں تجاویز کو یکجا کر دیا تھا۔ نمائندگان کی طرف سے بحث کے بعد کثرت رائے نے سب کمیٹی کی ترمیم کو منظور کئے جانے سفارش کی۔

اختتامی اجلاس

سب کمیٹی کی رپورٹ کے بعد مختلف شعبہ جات کی طرف سے ضروری اعلانات کئے گئے۔ بعد ازاں اختتامی اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوتِ قرآنِ کریم مکرم حافظ عبد الحمید نے کی۔ بعد ازاں مکرم عبد الرشید بھٹی سیکرٹری مجلس مشاورت نے رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر امیر جماعت نے خطاب فرمایا۔ آپ نے مجلس شوریٰ کے ممبران کے اعلیٰ نظم و ضبط کی تعریف کی۔ آپ نے فرمایا کہ ہم ایک انٹرنیشنل سوسائٹی کے قیام کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔ ہمیں اپنے کلچر کی خرابیوں سے نجات حاصل کرنا ہوگی اور عبادات پر زور دینا ہوگا۔ آپ نے گرد و نواح اور ہمسایہ کے حقوق پر زور دیا اور معاشرتی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے پر زور دیا۔ آپ نے شوریٰ کے اعلیٰ انتظامات پر مکرم چوہدری سعید الدین ریجنل امیر کولون اور ان کے ساتھیوں کی تعریف کی۔ محترم امیر صاحب کے خطاب کے بعد مکرم مسعود احمد جہلمی مشنری انچارج نے اختتامی خطاب فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ آجکل دنیا میں عورتوں کے حقوق کی تحریکیں زور پکڑ رہی ہیں۔ مغربی ممالک میں تو یہ چیز عرصہ سے ہے اب یہ رجحان مشرقی ممالک میں بھی اثر پذیر ہو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ میں ایسا رجحان نہیں ہونا چاہیئے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے اکثر ادا ہونے والے ایک فارسی مصرع کی تشریح کے ساتھ بتایا کہ حفظ مراتب کا خیال انتہائی ضروری چیز ہے۔ آپ نے مجلس شوریٰ کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور غیر حاضر نمائندگان کو توجہ دلانے کی ہدایت دی۔ آپ نے سو مساجد سکیم کی طرف زور دیا اور فرمایا کہ ہمیں ہر ماہ کی پہلی جمعرات کو روزہ رکھنا چاہیئے اور نماز تہجد ادا کرنی چاہیئے تا اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اس ٹارگٹ کو سہل بنا دے۔ آپ نے نمائندگان کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ مقامی انتظامیہ سے اچھے روابط پیدا کرنے کی غرض سے زیادہ سے زیادہ جرمن پروگرام منعقد کرنے چاہئیں۔ یہ چیز مساجد کی تحریک میں معاون ثابت ہوگی۔ آپ نے جماعتی رسائل کی اہمیت سے نمائندگان کو آگاہ فرمایا خصوصاً DER ISLAM اور WEISSEMINART باقاعدگی سے خرید کر پڑھنے کی تلقین کی۔ احباب کو درس ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے جماعت پر زور دیا کہ زیادہ سے زیادہ لیگل کام کی طرف توجہ دیں اور سماجی امداد سے جلد چھٹکارا حاصل کریں۔ آپ نے فرمایا کہ فارغ رہنا انسانی تعلقات خصوصاً عائلی معاملات پر منفی طور پر اثر انداز ہوتا ہے۔ آپ نے مستقل بنیاد پر فلاحی اداروں سے امداد کی حوصلہ شکنی کی تلقین کی۔ آپ نے احباب جماعت کے آپس کے تعلقات کو خوشگوار بنانے پر زور دیا اور فرمایا کہ کسی شخص کی کمزوری دوسرے کو بیان مت کریں۔ خصوصاً غیر متعلقہ شخص سے ایسی گفتگو سے پرہیز کریں۔ اصلاح کی غرض سے جماعتی طریقہ کار کے مطابق عمل کریں۔ جناب مشنری انچارج کے خطاب کے بعد محترم امیر صاحب نے پرسوز اجتماعی دعا کروائی۔ جماعت احمدیہ کی دسویں مجلس شوریٰ برائے سال ۹۲-۹۱ اختتام پذیر ہوئی۔ (الحمد للہ ثم الحمد للہ)

ایک ساعت کا انتظار کریں

راہِ جاناں میں جاں نثار کریں — اور دل بھی فدائے یار کریں
آزمائش کی چند گھڑیوں میں — اپنا ایمان استوار کریں
جان جوکھوں میں ڈال کر اپنی — ابتلاؤں سے بھی تو پیار کریں
ہم مصائب میں اور شدائد میں — کچھ نہ اظہار اضطرار کریں
اس قدر ہو دعاؤں میں رقّت — اپنی آنکھوں کو اشکبار کریں
اپنے احسان سے مروّت سے — ہر مُعانِد کو شرمسار کریں
بات اپنی کوئی سُنے نہ سُنے — ہر طرف حق کو آشکار کریں
"بغتۃً" بھی رہے نگاہوں میں — اور توکّل کو اختیار کریں

جلد آئے گی شادؔ فتحِ مبیں
ایک ساعت کا انتظار کریں

محمد ابراہیم شادؔ

○

میرے مولیٰ تیری خدائی میں
صبر کے امتحان کتنے ہیں؟
ظُلم کے دوش پر ابھی باقی
تیر کتنے؟ کمان کتنے ہیں؟
سہمے سہمے اُداس ہجر کے دن
مالکِ دو جہان کتنے ہیں؟
دستِ قدرت سے ڈھیل پائی ہے
زعم کتنے گمان کتنے ہیں
سارے ہمدردِ حق ہیں مُہر بہ لب
دشمنوں کے بیان کتنے ہیں!
نوجواں نسل مجھ سے پوچھتی ہے
ضبط کے امتحان کتنے ہیں؟

امتہ الباری ناصرؔ

دورۂ جرمنی کے دوران

پاکستان جونیئر ہاکی ٹیم کی مسجد احمدیہ کولون میں آمد

ٹیم کے پانچ روزہ قیام کے دوران مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے خصوصی تعاون کی پیشکش

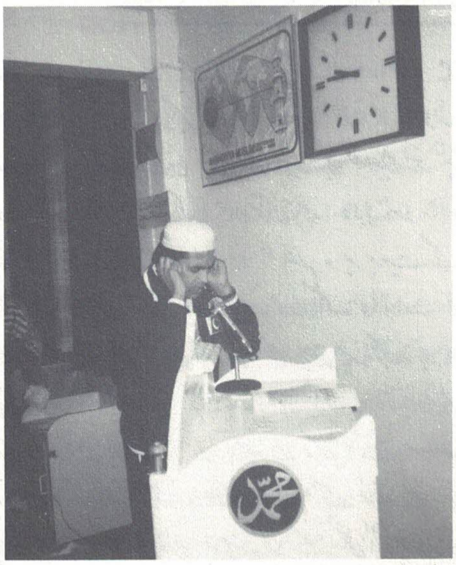

ہاکی ٹیم کے کوچ افتخار سیّد مسجد احمدیہ کولون میں اذان دے رہے ہیں

پاکستان کی جونیئر ہاکی ٹیم نے ۷ جون سے لے کر ۱۱ جون تک KÖLN شہر میں قیام کیا اور اس دوران جرمن جونیئر ہاکی ٹیم کے ساتھ چار میچ کھیلے۔ ٹیم کی کولون میں آمد ۷ جون کو ہوئی۔ اسی روز مکرم مختار احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کولون ریجن نے ٹیم کے مینجر جناب شہناز شیخ سے ملاقات کی اور ٹیم کے وہاں قیام کے دوران اپنا خصوصی تعاون پیش کیا۔ نیز آپ نے ٹیم کے تمام ممبران کو کھانے کی دعوت بھی دی جس کو انہوں نے قبول کرتے ہوئے اگلے روز ہفتہ کی شام ۸ بجے کا وقت دیا۔ ہفتہ کے روز کھیل کے میدان میں کھلاڑیوں کو چائے اور جوس پیش کئے گئے۔ بعد ازاں شام کو وہ مشن ہاؤس تشریف لائے۔ اُن کی آمد پر ریجنل امیر مکرم چوہدری سعید الدین اور مبلغ سلسلہ مکرم لئیق احمد صاحب منیر نے تمام کھلاڑیوں کو خوش آمدید کہا۔ کھلاڑیوں نے سب سے پہلے نماز عصر ادا کی۔ اس کے بعد تمام کھلاڑیوں کی مشروبات سے تواضع کی گئی۔ کھلاڑی تمام حاضر احباب کے ساتھ گھل مل گئے اور انتہائی دوستانہ اور خوشگوار ماحول میں آپس میں ایک دوسرے سے متعارف ہوتے رہے۔ اس موقعہ پر مکرم لئیق احمد صاحب منیر مبلغ سلسلہ نے جرمنی میں جماعت کی مساعی سے مہمانوں کو متعارف کروایا۔ نو بجے شام مہمانوں کی خدمت میں پُرتکلف کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے بعد ٹیم کے کوچ مکرم افتخار سیّد نے اذان دی اور پھر تمام حاضرین نے مکرم لئیق احمد منیر مبلغ سلسلہ کی اقتداء میں نماز مغرب ادا کی۔ نماز کے بعد مکرم شہناز شیخ مینجر ٹیم نے پاکستان ہاکی فیڈریشن کے نشان پر مشتمل یادگاری شیلڈ مکرم چوہدری سعید الدین ریجنل امیر کولون کو ٹیم کی طرف سے پیش کی۔ اس موقعہ پر تصاویر بھی لی گئیں۔ ساڑھے دس بجے رات ٹیم واپس ہوٹل کے لئے روانہ ہوگئی۔ ہاکی میچوں کے دوران خدام الاحمدیہ کی طرف سے چائے اور مشروبات اور سموسے وغیرہ بھی پیش کئے جاتے رہے۔ پاکستان نے دو میچ جیتے اور دو میچ برابر رہے۔

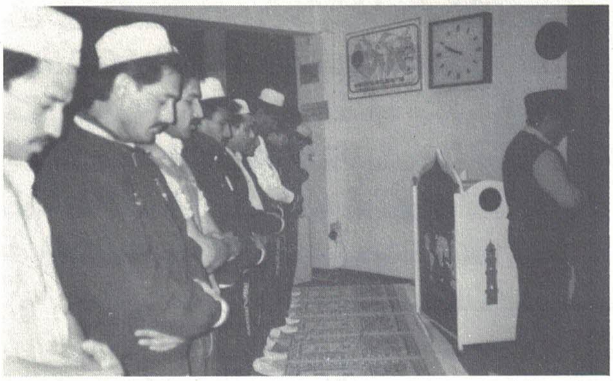

پاکستان کی جونیئر ہاکی ٹیم نماز مغرب مسجد احمدیہ کولون میں ادا کر رہی ہے۔ مکرم لئیق احمد منیر مبلغ سلسلہ امامت کروا رہے ہیں

ٹیم کے مینجر جناب شہناز شیخ نے پاکستان ہاکی فیڈریشن کے نشان پر مشتمل شیلڈ محترم ریجنل امیر صاحب کی خدمت میں شکریہ کے ساتھ پیش کی۔ معزز مہمان کے دائیں طرف مکرم مختار احمد ریجنل قائد کولون کھڑے ہیں

پاکستان جونیئر ہاکی ٹیم کا مسجد احمدیہ کولون میں احباب جماعت کے ہمراہ گروپ فوٹو

مقالہ خصوصی

م-ا-د

یہ کیا ہو رہا ہے اور کیوں ہو رہا ہے؟

گذشتہ دس پندرہ سال کے دوران پاکستانی معاشرہ میں فساد و بگاڑ بتدریج جس انتہا کو پہنچ چکا ہے اور ہر جگہ امن و امان جس بُری طرح مفقود ہو کر رہ گیا ہے اُس کا احوال آئے دن اخباروں میں چھپتا رہتا ہے۔ بلا استثناء روزانہ ہی ہر قسم کے جرائم مکروہ افعال اور انتہائی لرزہ خیز وارداتوں کی تفصیلات پڑھ پڑھ کر دل غم میں ڈوب جاتا اور سر ندامت سے جھک جاتا ہے۔ اس انتہائی دردانگیز اور اندوہناک صورتحال پر روزنامہ "جنگ" لندن میں اُس کے ایک قاری جناب محمد رفیق قریشی صاحب کا ایک مراسلہ شائع ہوا ہے جس میں وہ "ظلم و بربریت کی ایک لرزہ خیز واردات" کا کسی قدر تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:-

"اخباروں میں آئے دن ایسے دردناک واقعات اور ایسی المناک داستانیں پڑھنے کو ملتی ہیں کہ جن سے قلب و دماغ کو شدید اذیت پہنچتی ہے اور آدمی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ جو ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا وہ غنڈوں اور ڈاکوؤں کی آماجگاہ بن کر رہ گیا ہے.... ۳ جون بروز سوموار کے روزنامہ "جنگ" میں ایک اور خبر نظر سے گزری کہ با اثر مجرموں کے ہاتھوں ایک خاتون کانسٹیبل کو برہنہ کر کے اسے سرعام گھسیٹا گیا اور یہ واقعہ بھی لاہور ہی میں پیش آیا ہے۔ یہ عجیب ماجرہ ہے کہ ایک طرف تو ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی باتیں ہو رہی ہیں اور دوسری طرف غنڈے بلا کسی خوف و خطر مظلوم اور بے سہارا عورتوں کو سرعام برہنہ کر کے گلی کوچوں میں گھسیٹ رہے ہیں اور اسلامی نظام کی باتیں کرنے والے لوگ خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ اندرونِ ملک لاقانونیت اور ناقص انتظامیہ کی یہ حالت ہے کہ سندھ کے ڈاکوؤں نے مزید ڈاکوؤں کی بھرتی کے لئے باقاعدہ ایک "ریکروٹنگ سنٹر" بھی قائم کر دیا ہے جہاں ۱۷ تا ۲۲ سال کے نوجوانوں کو بھرتی کیا جا سکے گا۔ اب ہمارے نوجوانوں کو تلاش معاش کے سلسلہ میں ملک سے باہر نہیں جانا پڑے گا بلکہ وہ اندرونِ ملک رہ کر لاکھوں روپیہ یومیہ کما سکیں گے۔ روزگار کے حصول کے لئے بے روزگار نوجوانوں کو فوری طور پر سندھ کے ریکروٹنگ افسر جناب ڈاکو اللہ بخش سے رابطہ قائم کرنا چاہیئے۔ یاد رہے کہ ڈاکوؤں کے بھرتی کے اس پروگرام میں تعلیم اور کلین ڈرائیونگ لائسنس رکھنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔ ایک محبِ وطن ہونے کے ناطے مجھے یہ لکھتے ہوئے بڑے دکھ کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے کہ حکومت نے عوام کو غنڈوں اور ڈاکوؤں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ اگر قانون کے ہاتھ اتنے ہی نرم اور نازک ہیں اور عوام کے محافظ اس قدر بزدل یا رشوت خور ہیں تو ہمارا پھر خدا ہی حافظ ہے"۔ ______ (روزنامہ جنگ لندن بابت ۱۰ جون ۱۹۹۱ء ص ۳)

یہ انتہائی دردناک اور اندوہناک صورت حال اس امر کے باوجود پیدا ہوئی ہے کہ ہر کوئی گلا پھاڑ پھاڑ کر اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ کر رہا ہے اور مطالبہ کرنے والوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں (اور وہ ہیں بھی اکثریت میں) جو سراسر غیر شرعی اور خلاف اسلام افعال کا ارتکاب کرنے کے باعث معاشرتی دنگا و فساد کے اصل ذمہ دار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ کرنے میں تو سب ہی پیش پیش ہیں لیکن اپنے غیر شرعی اعمال و افعال سے دستکش ہونے کے لئے کوئی بھی تیار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلے دنوں جب اسلامی جمہوری اتحاد کی موجودہ حکومت نے قومی اسمبلی سے ایک سرکاری شریعت بل منظور کرایا تو (اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کے مطابق) دوسرے طبقوں کے شانہ بشانہ ٹی وی اور سٹیج کے اداکاروں اور اسی طرح فلمی ستاروں نے بھی شریعت بل کا بڑھ چڑھ کر خیر مقدم کیا اور توقع ظاہر کی کہ شرعی نظام کے بعد فن اداکاری کے فروغ میں روک نہیں ڈالی جائے گی اور فلمی صنعت کی ترقی کے لئے سازگار ماحول پیدا کیا جائے گا۔ سو گویا فلم سازی اور فلم بینی کا کاروبار بھی ازروئے شریعت مستحسن کاروبار ٹھہرا۔ یہی حال دوسرے طبقات کا ہے۔ شریعت بل کے پاس ہونے پر تو ہر کوئی خوشی کا اظہار کر رہا ہے لیکن چاہتا یہ ہے کہ اس کے غیر شرعی مشاغل اور معمولات میں قطعاً کوئی فرق نہ آنے پائے۔

اس سے ظاہر ہے کہ اصل مرض جس کی وجہ سے معاشرہ بڑی تیزی سے تباہی کی طرف جا رہا ہے ایک ہی ہے اور وہ ہے قول و فعل میں بعد المشرقین کی انتہائی افسوسناک کیفیت اور یہی وہ کیفیت ہے جو خدا تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے۔

خدا تعالیٰ کی ناراضگی بجائے خود عذاب کا درجہ رکھتی ہے۔ اسی لئے جو لوگ بھی اپنے ناروا اور نازیبا افعال کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لیتے ہیں وہ اپنی تباہی کو آپ دعوت دے رہے ہوتے ہیں۔ جبھی تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو قول اور فعل میں تضاد کی انتہائی مضرت سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا :۔

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْالِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَاتَفْعَلُوْنَ ہ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ ہ (الصف آیت ۳ و ۴)

یعنی اے مومنو! تم وہ باتیں کیوں کہتے ہو جن پر تم عمل نہیں کرتے۔ خدا کے نزدیک ایسی بات کا دعویٰ کرنا جو تم کرتے نہیں بہت ناپسندیدہ ہے۔

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ کی اس ناپسندیدگی اور ناراضگی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو (جو دعوے تو بہت باندھتے ہیں لیکن ان کے دعووں اور اعمال میں نہ صرف یہ کہ مطابقت نہیں ہوتی بلکہ اعمال دعووں سے بالکل متضاد ہوتے ہیں) عذاب کا نشانہ بنا کر انہیں دوسروں کے لئے نشانِ عبرت بنا دیتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کا بیٹا اسی وجہ سے عذاب الٰہی کی زد میں آیا کہ اس کے اعمال شریعت کے خلاف ہونے کے باعث صالح نہ تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ (ہود آیت ۴۷) وہ یقیناً بُرے اعمال کرنے والا یعنی بدکردار تھا۔ اسی طرح عاد اور ثمود کی بستیاں قول اور فعل میں تضاد اور اس کے نتیجہ میں پھیلنے والی بداعمالیوں کی وجہ سے تباہ ہوئیں۔ سابقہ امتوں پر آنے والے عذاب اس امر پر شاہد ہیں کہ کسی قوم کے قول اور فعل میں بعد المشرقین کی کیفیت کا پیدا ہونا بے حد خطرناک ہے۔ اس کی حیثیت خطرہ کے الارم سے کسی طرح کم نہیں ہوتی۔

پاکستان میں معاشرتی فساد کی جس ناگفتہ بہ حالت کی طرف جناب محمد رفیق قریشی صاحب نے اپنے مذکورہ بالا مراسلہ میں توجہ دلائی ہے وہ بیحد خوف دلانے والی ہے۔ اس کے متعلق خبریں پڑھ پڑھ کر دل خوف سے بھر جاتا ہے کہ نہ معلوم بالآخر کیا ہونے والا ہے۔ گذشتہ چند سالوں سے پے در پے ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں جو انذاری اشاروں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ دو اڑھائی سال قبل اوجڑی کیمپ کے حادثہ نے کچھ کم قیامت نہیں ڈھائی تھی اب نوشہرہ کے حالیہ حادثہ نے ویسی ہی قیامت پھر برپا کر دکھائی ہے۔ ان دونوں حادثوں میں جو کسی طرح قیامتِ صغریٰ سے کم نہ تھے بہت سے افراد ہلاک اور بیشمار زخمی ہوئے۔ پھٹنے والے اسلحہ کے خوفناک دھماکوں سے زمین دہل دہل گئی اور لوگ سراسیمگی کے عالم میں دیوانوں کی طرح اِدھر اُدھر بھاگ کھڑے ہوئے۔ گذشتہ دو اڑھائی سال کے دوران سندھ میں چانگی اور گھوٹکی کے مقام پر رونما ہونے والے ریلوے کے دو انتہائی ہولناک حادثوں نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا۔ ان ہر دو حادثوں میں سینکڑوں مسافر ہلاک اور سینکڑوں ہی زخمی ہوئے۔ پھر ان بڑے بڑے حادثوں پر ہی بس نہیں آجکل قریباً روزانہ ہی اخباروں کی چیختی چنگھاڑتی سرخیاں موتا موتی اور تباہی و بربادی کی دلخراش اطلاعات سے ہر قاری کے بدن پر لرزہ طاری کر دیتی ہیں۔ اس کے ثبوت کے طور پر روزنامہ "جنگ" لندن کی صرف ایک شمارہ کی چند سرخیاں ہی پیش کرنا کافی ہے۔

۱۔۔۔ سندھ میں قیامت خیز گرمی ۔۔۔ ۱۱۶ افراد ہلاک ۲۔۔۔ پنجاب میں طوفان بادوباراں ۔۔۔ ۵۵ افراد جاں بحق

۳۔۔۔ نوشہرہ کے اسلحہ ڈپو میں پھر خوفناک دھماکہ ۔۔۔ ۴ فوجی انجینئر جاں بحق ۱۵ زخمیوں میں سے کئی کی حالت نازک

۴۔۔۔ ملتان کے قریب حادثہ ۵ افراد جاں بحق، ۱۵ زخمی ۵۔۔۔ باجوڑ ایجنسی میں بارودی سرنگ پھٹنے سے ۵ افراد جاں بحق، ۲ زخمی

۶۔۔۔ بھارت میں سیلاب نے تباہی مچادی، سینکڑوں افراد ہلاک، ہزاروں مکانات تباہ

(روزنامہ جنگ لندن ۱۲۔جون ۱۹۹۱ء)

پاکستان اور اس کے گردونواح (بھارت اور بنگلہ دیش وغیرہ) میں بڑے تواتر سے ایسے المناک حادثوں کا رونما ہونا یہ سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ کہیں تاریخ اپنے آپ کو پھر تو نہیں دہرا رہی۔ اُدھر خدا تعالیٰ اپنے ایک مامور کے ذریعہ جس کو اس نے اصلاح خلق اور اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے مبعوث فرمایا ہے آنے والے عذابوں سے پہلے ہی خبردار فرما چکا ہے۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے آج سے قریباً اسّی سال قبل روئے زمین پر بسنے والے انسانوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:۔

"اے یورپ تو بھی امن نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چُپ رہا، مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا، جس کے کان سننے کے ہوں سنے وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷)

تواتر اور تسلسل سے رونما ہونے والے لرزہ خیز واقعات کے پیشِ نظر اگر خوفِ خدا دل میں رکھ کر سوچا جائے تو سمجھ بوجھ رکھنے اور عافیت چاہنے والا ہر شخص اس سوال کا جواب خود معلوم کر سکتا ہے کہ

یہ کیا ہو رہا ہے اور کیوں ہو رہا ہے؟

دُنیا میں نظامِ نو کے قیام کا آسمانی منصوبہ

اس کی تکمیل کے اُبھرتے ہوئے ابتدائی آثار

مکرم طارق بلوچ صاحب۔ گیل، جرمنی

"نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے۔"

(تبلیغ رسالت جلد ششم صہ ۸)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کا موجودہ عالمی حالات کو ذہن میں رکھتے ہوئے بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو یوں گمان گزرتا ہے کہ اُس نئی زمین اور نئے آسمان کی نیو رکھی جا چکی ہے اور حق وصداقت کا جو آفتاب اب مغرب سے طلوع ہونا ہے اُس کے لئے "ہر سطح" پر سرعت کے ساتھ زمین ہموار ہو رہی ہے۔ اِن معنوں میں نہیں کہ سچائی کے اُس نور کے خیر مقدم کے لئے مغربی اقوام حالتِ انتظار میں ہیں بلکہ دوسرے معنوں میں اس کی سمت کا تعیّن کیا جانا چاہیئے۔ آج مغربی اور یورپی آسمانوں تلے جو جدو جہد اور تگ و دو دکھائی دے رہی ہے اور ان کے بڑے بڑے محل نما سرکاری ایوانوں کے اندر جو کھچڑی پک رہی ہے اُس کا مقصد دراصل ایک ہی ہے کہ کسی طرح ان "ساحرانہ تاریکیوں" کو اور گہرا اور اتنا گہرا کر دیا جائے کہ غازۂ سحر نمودار ہونے کے آثار حدِ نظر تک معدوم ہوتے چلے جائیں۔ سوویت یونین کے اضمحلال اور ناقابلِ تسخیر ہونے کا طلسم ٹوٹ جانے کے بعد اب امریکہ جس طرح مادی طاقت کا سب سے بڑا مرکز بن کر اُبھرا ہے اور پوری دنیا پر بالادستی کے اس کے دیرینہ خواب کی تکمیل ممکن دکھائی دے رہی ہے اس سے موجودہ دنیا ایک عجیب طرح کے احساسِ کمتری اور عدم تحفظ کا شکار ہو گئی ہے۔ جبکہ قبل ازیں ایسی صورتحال نہیں تھی، کیونکہ روس کی موجودگی دنیا میں کسی حد تک امن و توازن کو برقرار رکھنے کا سبب بنی ہوئی تھی۔ اب جب سے ماسکو زوال پذیر ہوتا جا رہا ہے۔ پوری دنیا میں امن کا توازن بڑی طرح بگڑ کر رہ گیا ہے۔

ایسی صورت میں مطلق العنانیت کے احساس کا بڑھنا ایک قدرتی امر ہے جب ایک طرف یہ احساس بڑھتا ہے تو دوسری طرف اندر ہی اندر ردِّ عمل کی تہیں بھی جمنا شروع ہو جاتی ہیں اور پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب وہ تہیں شدید جذبات کی زد میں آکر بالآخر ایک دھماکے کے ساتھ پھٹ جاتی ہیں اور انتقام کا جذبہ آتش فشاں پہاڑ کے لاوے کی طرح بہہ نکلتا ہے جو سامنے آنے والی ہر شئے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور ایسا عین تقاضائے فطرت کے مطابق ہوتا ہے جس سے بچنا محال ہی نہیں بلکہ ناممکن ثابت ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اس کے بعد "نئی زمین ہوگی نیا آسمان ہوگا" والا دور پردۂ غیب سے عالمِ ظاہر پہ آشکار ہوتا ہے جس میں تھکی ماندی دنیا تسکینِ قلب کے واسطے اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارتی ہے۔ وہ ہر اُس نظام سے باغی ہو جاتی ہے جو اُن کی روحوں کے لئے زہرِ قاتل ہوتا ہے۔ اپنی سابقہ روش پر اُنہیں ایک طرح کی ندامت اور خفت محسوس ہونے لگتی ہے۔ کیونکہ وہ مسلسل غلط ڈگر پر چلتے رہنے کی وجہ سے اس کے منطقی نتیجہ سے دوچار ہو رہے ہوتے ہیں۔ سوویت یونین میں یہی کچھ ہوا۔ اشتراکی نظریئے کو اس کے پروردہ لوگ ہی کھا گئے۔ اندر ہی اندر دیمک کی طرح چاٹ گئے ورنہ اتنی بڑی طاقت کا یوں ریت کی دیوار کی طرح آناً فاناً بیٹھ جانا ناقابلِ فہم دکھائی دیتا ہے۔ آج پورا ملک خانہ جنگی کا شکار ہے۔ مارکس ازم کا سب سے بڑا مرکز عالمِ نزع میں ہے۔ پورا ریاستی ڈھانچہ تلپٹ ہونے کو ہے۔

ایسے میں سوویت صدر گورباچوف کی ہر پریشانی اپنی جگہ بجا ہے کہ ؏

"اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے"

دوسری طرف سرمایہ دارانہ نظام رائج ہے۔ گو اس کی عمر نسبتاً زیادہ ہے اور اس میں جزوقتی عیاشیوں اور لذتوں کے سامان بھی بہم پہنچائے گئے ہیں لیکن ثبات اسے بھی نہیں۔ مذہبی حد بندیوں سے معرّا یہ ایک ایسا قطعی بے مہار معاشرہ ہے جو تیزی سے ہلاکت کی طرف دوڑتا چلا جا رہا ہے۔ پہلا نظام بھی عدم اعتدال کی وجہ سے فیل ہوا اور یہ بھی توازن کے فقدان کی وجہ سے فلاپ ہوگا۔

مغرب سے طلوع ہونے والے آفتاب کے حوالہ سے یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ دونوں نظاموں نے جنم بھی اس خطۂ زمین یعنی مغرب میں ہی لیا۔ گویا تاریخی نقطۂ نظر سے اُس مذکورہ سچائی کے یہاں سے ہی ابھرنے کا جواز بن گیا ہے امریکہ کا مجوزہ نیا عالمی نظام دراصل ان کے اپنے یعنی مغربی طرزِ فکر کے حامل نظام کو استحکام بخشنے کی آخری کوششوں کا ایک حصّہ ہے۔ خدائے واحد کی ذات ہمہ قدرت و ہمہ طاقت ہے۔ جیسے پہلے اُس نے وقت کے فرعونوں اور نمرودوں کی تدبیروں کو اپنی تقدیروں سے پلٹ کر رکھ دیا اور اُنہیں انہی کے جالوں میں جکڑ کر نشانِ عبرت بنا دیا بعینہٖ اُس کی حکمت نئے عالمی نظام کا ڈھونڈرا پیٹنے والوں کو بتدریج اُسی سمت لئے چلی جا رہی ہے جہاں صیّاد آپ اپنے دام میں آجاتا ہے۔ کیا عجب کہ امریکہ کا نیا عالمی نظام کا منصوبہ موجودہ مغربی دنیا کے فرسودہ ڈھانچے کے تابوت میں خود انہی کے ہاتھوں آخری کیل ثابت ہو اور اس طرح اُس آفاقی نظامِ نو کے نفاذ و قیام کی راہ ہموار ہو جائے جس کی جماعت احمدیہ علمبردار ہے (ان حالات کے پس منظر اور پیش منظر پر نظریں گاڑ کر دیکھیں اور یہ بات بھی مدِ نظر رہے کہ جماعت احمدیہ کا مغرب کی طرف نفوذ خالی از علت نہیں) تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے پورے ہونے کے ابتدائی آثار بھی اُبھرتے دکھائی دیتے ہیں کہ روس میں احمدی ریت کے ذرّوں کی طرح ہوں گے۔ دریں چہ شک اس لئے کہ روس تو بطورِ خاص ؎

اک عمر سے اس دُھن میں کہ اُبھرے کوئی خورشید
بیٹھا ہے سہارا لئے شمعِ سحری کا ــــــــ!

خصوصی اعزاز

صوبہ HESSEN کی KREISS WETTERAU کے لوکل باڈیز کے انتخابات میں غیر ملکیوں کے لئے مخصوص نشستوں پر ہمارے دو احمدی دوست مکرم انس محمود منہاس نائب ایڈیٹر اخبار احمدیہ اور مکرم مسعود محمود نے انتخابات میں حصّہ لیا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے دونوں دوستوں نے انتخابات میں کامیابی حاصل کر کے مقامی پارلیمنٹ میں نشست حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو یہ اعزاز مبارک کرے۔

سیکریٹری امور خارجہ ــــــــ جرمنی

رمضان المبارک کے دوران قاہرہ کے لیل و نہار

مکرم رفیق احمد ناصر - قاہرہ یونیورسٹی، مصر

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں رمضان المبارک کے بارے میں فرماتا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ ٥

ترجمہ:۔ رمضان کا مہینہ ایسا (بابرکت) مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا جس میں لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور نشانات کو ہدایت اور فرقان کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔

حدیث کی رو سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے مہینہ میں عبادت الٰہی کے لئے اپنی کمر کس لیتے تھے اور خدا کے دربار میں کثرت سے دعاؤں اور نوافل کے ذریعہ حاضر ہوتے تھے اور امّتِ مسلمہ کو بھی ایسا ہی کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفاء راشدین اور بزرگانِ ملت بھی آپ کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق رمضان میں حتی الوسع ذکر الٰہی اور عبادت میں مصروف رہ کر اس مقدس مہینہ کی برکات سے استفادہ کی کوشش کرتے تھے۔ وہ خدا کے احکام کو بجالانے میں مصروف رہتے تھے۔ اس کے بعد ہم مہینوں سالوں اور صدیوں کی منزلیں طے کرتے ہوئے چودھویں صدی میں سے گزر کر پندرہویں صدی ہجری میں داخل ہو گئے۔

اسلامی اور عرب ممالک میں ملک مصر کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ اپنی جغرافیائی، سیاسی اور دینی اہمیت کے اعتبار سے مصر مشرق وسطیٰ اور براعظم افریقہ میں واقع ہے تاہم اسے براعظم یورپ کا سیاسی دروازہ تصور کیا جاتا ہے۔ یہ ملک مذہبی اعتبار سے مختلف مذاہب و ملل اور تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہا ہے قدیمی فرعونی تہذیب کے بعد یونانی و رومن تہذیب نے اس ملک اور اس کے باسیوں پر اپنی گہری چھاپ چھوڑی۔ پھر عیسائیت کے زور کے بعد اسلام نے اس ملک میں اپنا اثر پھیلایا اور رفتہ رفتہ سارے ملک میں اسلام کا دور دورہ ہو گیا۔ مدینہ منورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد نبوی کے بعد جو دوسری بڑی مسجد دنیا بھر میں تعمیر کی گئی وہ قاہرہ (مصر) میں منسطاط نامی جگہ پر تعمیر کی گئی۔ مختلف اسلامی ملکوں کے دور میں مصر اپنی سابقہ اہمیت کو بحال کئے رہا اور مختلف سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا مرکز بھی بنا رہا۔ یہاں تک کہ ان تمام مراحل سے گزر کر مصر جمہوری اور ڈیموکریٹک قدروں کو اپنا کر عرب ری پبلک آف ایجپٹ (ARAB REPUBLIC OF EGYPT) کے نام سے موسوم ہوا۔ ازھر یونیورسٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے بعض افراد کی قبروں اور حضرت امام شافعی و امام اللیث کے مقابر کی وجہ سے قاہرہ شہر کو اسلامی نقطۂ نگاہ سے بے انتہا اہمیت حاصل ہے۔

اس دینی اور مذہبی اہمیت کے کچھ اہم تقاضے بھی ہیں۔ خاص طور پر رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں ان تقاضوں کو خاص طور پر ملحوظ رکھنا ازبس ضروری ہے۔ یہاں رہتے ہوئے مجھ کو چار سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے اور ان چار سالوں میں میں نے رمضان المبارک میں یہاں کے لوگوں کا عجیب رنگ ڈھنگ دیکھا ہے جس کو عام مسلمانوں کے افادہ کے لئے تحریر کرنا میں نے ضروری سمجھا۔ ہر ملک ہر اُمّت کے کچھ منفی اور کچھ مثبت کردار ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان منفی کردار کو بھی ضبطِ تحریر میں لانے کی غرض یہ ہے کہ ہم ان منفی چیزوں کو اسلامی معاشرے سے دور کر کے خالص روحانی معاشرہ قائم کریں خاص طور پر اس مقدس مہینہ میں ہماری پوری پوری کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ہم عمل و کردار کے اسلامی ڈھانچے میں ڈھل جائیں۔

مصر میں اس بابرکت مہینہ کی آمد سے چند دن قبل ہی پورے شہر اور دیہاتوں میں جگہ جگہ "رمضان المبارک" اور نیک تمناؤں اور دعاؤں کے بینرز BANNERS لگائے جاتے ہیں اور لوگ بظاہر ایک دوسرے کو ضرورت اور بلا ضرورت مبارکباد دے کر اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کرتے ہیں۔ گاؤں میں روزے داروں کی تعداد حقیقت میں شہری روزہ داروں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ گاؤں کے نوجوان شہر میں آکر بھی خاص طور پر یونیورسٹی کے طلباء اس اسلامی روایت کے کافی حد تک پابند ہوتے ہیں۔ ہمارے ہوسٹل میں کھانے کے اوقات بھی سحری اور افطاری کے مطابق مقرر کر دیئے جاتے ہیں۔ جگہ جگہ مساجد میں اور عام سڑکوں پر امیر احباب کی جانب سے "مائدۃ الرحمان" نامی افطاری کا انتظام کیا جاتا ہے۔ کرسی میزوں پر بٹھا کر کھانے کا انتظام کروایا جاتا ہے۔ اس میں امیر غریب ہر کوئی شامل ہو سکتا ہے۔ افطاری سے کچھ منٹ قبل اور بعد تک تقریباً نقل و حمل کے تمام وسائل معطل ہو کر رہ جاتے ہیں۔ مسجدوں میں عموماً عشاء کی نماز اور تراویح کے بعد ذکر الٰہی و حدیث کی باتوں کے لئے جلسہ منعقد کیا جاتا ہے جس میں حاضری نسبتاً کم ہوتی ہے۔ وزارتِ اوقاف کی جانب سے اہم مساجد میں خاص خاص علماء کو بلا کر ان کے علم سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ لوگ عام طور پر کوشش کرتے ہیں کہ وہ اس مہینہ میں کم جھوٹ بولیں اور کم قسمیں کھائیں۔ سال کے باقی دنوں میں جھوٹ بولنے اور قسمیں کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا جاتا۔ افطاری کے بعد سے لے کر آدھی رات تک لوگ کھانے پینے میں مست رہتے ہیں۔ ساری ساری رات تک مختلف مشاغل جاری رکھتے ہیں۔ بوقت سحر کھانا کھا کر بعض فجر کی نماز کی ادائیگی سے قبل اور بعض ادائیگی کے بعد صبح دس بجے تک سوتے رہتے ہیں۔ دفاتر اور دکانوں کے اوقات بھی اِسی وقت شروع ہوتے ہیں اور پھر گھر سے اٹھ کر یہ ملازمین لوگ خاص طور پر عورتیں جو حکومتی اداروں میں

ملازمت کرتی ہیں گیارہ بجے تک پہنچیں گی اور یہاں آکر سوئیں گی یا باتیں کر کے ایک ڈیڑھ بجے تک وقت گزاریں گی اور پھر کمائی کو حلال کئے بغیر واپس گھروں کو جانے کی تیاری شروع ہو جائے گی۔ عموماً عزیز و اقارب کی زیارت اور دوست و احباب کی ملاقات کا زیادہ موقع رمضان کے مہینہ کو ہی خیال کیا جاتا ہے۔ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ اس مہینہ میں کم سے کم ایک دفعہ قرآن کریم کا ورد کر سکیں۔ لیلۃ القدر کا اہتمام بڑے زور شور سے کیا جاتا ہے جس میں صدر وزیر اعظم وزراء و علماء کرام شرکت کرتے ہیں۔

چند ایسی باتیں جو مجھ کو انتہائی غلط لگیں یہ ہیں کہ اس مہینہ میں خاص طور پر چند فلم ایکٹریسیں ٹی وی پر خصوصی پروگرام پیش کرتی ہیں۔ خاص طور پر "نیللی" نامی ایکٹریس اس ٹی وی پروگرام پر چھائی ہوئی ہے وہ انتہائی بھڑکیلے لباس پہنے عجیب و غریب پوز بنائے ایک پروگرام "فوازیر" یعنی "پھلجڑیاں" پیش کرنے آتی ہے اور یہ پروگرام افطاری کے وقت ٹی وی پر دکھایا جاتا ہے جو تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہتا ہے۔ یعنی ادھر مغرب و عشاء کی نماز کے بعد تراویح کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف بلایا جاتا ہے اور ادھر شیطان آجاتا ہے جو کہتا ہے کہ نمازوں میں کیا رکھا ہے اس "نیللی" کو دیکھو اور عموماً لوگ اس پروگرام کو کثرت سے دیکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ اسلامی سیریل بھی دکھائے جاتے ہیں جن میں بعض اچھے اور بُرے کردار دونوں شامل ہوتے ہیں۔ جمعہ کے روز یا ہفتہ میں کسی اور روز فلمیں ٹی وی پر دکھائی جاتی ہیں۔ اعلان یہ کیا جاتا ہے کہ یہ پروگرام خاص طور پر رمضان المبارک کی مناسبت سے پیش کیا جا رہا ہے۔ وزارتِ ثقافت کی طرف سے رمضان کے مہینہ میں بہت سے کلچرل اور ثقافتی پروگرام مرتب کئے جاتے ہیں لیکن بہت ہی افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ ان کے پروگرام صحیح اسلامی روح کی تخریب کا موجب بنتے ہیں۔ مثلاً ان کی وزارت کے ماتحت ایک بہت بڑا قصر السینما ہے جس میں سال بھر مختلف پروگرام دکھائے جاتے ہیں۔ رمضان کے مہینے میں روزانہ دو فلمیں مفت دکھائی جاتی ہیں پہلا شو ۳ بجے افطاری سے قبل اور دوسرا شو افطاری کے بعد ۸½ بجے شروع ہوگا اور ان فلموں میں بعض فلمیں ایسی فحش ہوتی ہیں کہ الامان و الحفیظ۔ اس سے اندازہ لگا لیں کہ رمضان میں روحانیت کا درجہ کیا ہوگا اور ایمانی کیفیت کیا ہوگی؟ اسی طرح بعض سینما تو خاص طور پر اس مہینہ میں مغربی اور ہندوستانی فلمیں پیش کریں گے اس فخر کے ساتھ کہ یہ رمضان اور عید کی فخریہ پیشکش ہے جس میں نوجوان نسل کے اخلاق کو تباہ کیا جاتا ہے۔

سعودی عرب میں ایک مرتبہ مجھے رمضان کے چند دن گزارنے کا موقعہ ملا تھا۔ میں نے دیکھا کہ جدّہ میں روزے کے وقت میں چند غیر مسلم نوجوان کچھ خرد و نوش میں مصروف تھے۔ پولیس نے ان کو پکڑ کر جیل بھجوا دیا اور پھر بعد میں انہیں DEPORT کر دیا گیا۔ مگر یہاں قاہرہ میں اس کے برعکس کھانا پینا ہر وقت جائز ہے۔ حتیٰ کہ شراب کی دکانوں پر بھی رش نظر آتا ہے جو عام طور پر ہوٹلوں اور ریسٹوران کے ساتھ ملحقہ ہوتی ہیں۔ عرب ملکوں کے بعض شیخ اپنے ملکوں میں رمضان کی سختی کو برداشت نہ کر کے چھٹیاں گزارنے اور عیش کرنے کے لئے رمضان کے دنوں میں اور حج کے دنوں میں یہاں قاہرہ میں آجاتے ہیں اور پھر ان کی بے حیائیوں سے اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔ یہاں قاہرہ میں عموماً عورت کو بہت آزادی اور حقوق حاصل ہیں۔ وہ بالکل مغربی لباس میں باہر نکلتی اور گھومتی پھرتی ہیں۔ لیکن بعض ان میں سے نیک خصلت کی ہوتی ہیں۔ جن کو اپنی اقدار کا احساس ہوتا ہے اور وہ باحیا لباس پہن کر باہر نکلتی ہیں اور لپ سٹک اور پاؤڈر تھوپنے سے پرہیز کرتی ہیں۔ اس ماہ میں جہاں بعض مخیّر احباب صدقہ اور زکوٰۃ کی نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے ہیں وہیں بعض ماہر چور بسوں، ریلوں، گھروں اور دفتروں میں اپنے دھندے میں مصروف رہتے ہیں۔ الغرض رمضان المبارک میں قاہرہ کے لیل و نہار ہمارے ملکوں کے لیل و نہار سے کافی حد تک مختلف ہوتے ہیں۔ کھانے کے ذکر میں ایک بات کا ذکر رہ گیا اور وہ یہ کہ جس طرح ہم کھجور کا استعمال سنّتِ نبوی کے عین مطابق ضروری سمجھتے ہیں اسی طرح یہ لوگ بھی اس کا استعمال پورے ماہ کثرت سے کرتے ہیں اور چاہے روزہ رکھا ہو یا نہ رکھا ہو افطاری کے وقت بھیگی کھجور کھا کر اپنی روزے کی کمی کو پورا کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور اس کے علاوہ کنافہ سوئیوں کی قسم کا کھانا اور قطافہ میدے کی پوریاں اپنے کھانے میں کثرت سے استعمال کرتے ہیں اور اسی چیز کا تبادلہ تحفۃً کرتے ہیں۔

دریائے نیل کے کنارے خوش لباس مردوں اور عورتوں کی چہل پہل اور رونق کچھ ماند پڑ جاتی ہے لیکن عید الفطر اور اس کے بعد کے چند دنوں میں اس مہینے کی کسر خوب پوری کی جاتی ہے۔ دریا کے کنارے دوبارہ آباد ہو جاتے ہیں اور دوسرے ملکوں کے نظاروں کو مات کر دکھاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہم سب مسلمانوں کو اس بابرکت مہینہ میں اسلامی تعلیم پر عمل کرنے اور الٰہی برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق دے اور اپنی رضا کی راہوں پر عمل پیرا ہونے کی سعادت عطا کرے اور مسلمانوں کو اسلام کی صحیح تصویر اپنے وجودوں میں پیش کرنے والا بنائے تا ہمارے اعمالِ صالحہ کو قبولیت حاصل ہو۔ آمین۔

سیلاب زدگان کی امداد کے لئے

بیس ہزار مارک کا عطیہ

بنگلہ دیش میں حالیہ طوفان نے جو تباہی مچائی تھی اس سے متاثرہ افراد کی امداد کے لئے جماعت احمدیہ جرمنی نے بیس ہزار مارک کی رقم بھجوائی ہے۔ یہ رقم محترم امیر صاحب بنگلہ دیش کے نام ارسال کی گئی تا وہ متاثرہ افراد کی بحالی کے سلسلہ میں متعلقہ حکام تک پہنچا دیں۔

عبداللہ واگس ہاؤزر امیر جماعت احمدیہ ــــــــــ جرمنی

اہم گذارش

جرمنی سے پاکستان تشریف لے جانے والے احباب و خواتین سے گذارش ہے کہ وہ مکرم عبدالرشید بھٹی جنرل سیکرٹری یا پھر خاکسار کو آگاہ کر دیا کریں۔ بعض اوقات ضروری اطلاعات بھجوانا مقصود ہوتی ہیں۔

عرفان احمد خاں ــــــــــ ٹیلی فون ۰۶۹-۵۶۷۲۶۲

ہول سیل ریٹ پر (جناح کیپ) برائے فروخت موجود ہے
تاجر حضرات رجوع کریں
مدیحہ ٹیکسٹائلز
TEL :- ۰۲۶۵۳-۸۹۵۴

نور مسجد میں طلباء و طالبات و دیگر وفود کی آمد

ڈاکٹر عمران احمد خاں

۱۔۔۔۔ مورخہ ۱۱ ؍جون کو شام ۸ بجے مسجد سے ملحقہ حلقے کی دو مختلف سوسائیٹوں SÜD GEMEINDE اور BURG GEMEINDE کے ۲۰ ممبران اور ان کے تین پادری PFARRER SCHMIDT , PFARRER DETTMERING اور PFARRER SINNING نور مسجد میں تشریف لائے اور شام ۱۰ ½ بجے تک، دلچسپ مجلس رہی۔ محترم مسعود احمد صاحب جہلمی مشنری انچارج نے مختصر تقریر فرمائی جس کے بعد حاضرین نے اسلام سے متعلق مختلف سوالات کئے جن کے جواب محترم امیر صاحب، محترم مشنری انچارج صاحب اور ہدایت اللہ حبش صاحب نے دیئے۔ مہمانوں کی مشروبات سے تواضع کی گئی۔

۲۔۔۔۔ مورخہ ۱۳ ؍جون کو شہر DIETZENBACH کے ایک سکول DIETRICH BAU HÄUFER کی پانچویں کلاس کے بچے اپنی دو ٹیچرز کے ہمراہ نور مسجد آئے بچوں کو اسلامی تعلیم سے متعارف کروایا گیا اور ان کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ دونوں ٹیچرز نے محترم امام مسعود احمد صاحب جہلمی کا شکریہ ادا کیا کہ آج کی اس مجلس سے وہ دونوں بہت زیادہ مستفیض ہوئی ہیں اور بچوں کے بہت سے سوال جواب تک حل طلب تھے ان میں راہ نمائی حاصل ہوئی ہے۔

۳۔۔۔۔ مورخہ ۱۴ ؍جون کو شہر DIERDORF کے جمنازیم MARTIN-BÜBER کی دسویں جماعت کے ۵۰ طلباء و طالبات مسجد نور آئے۔ محترم مسعود احمد صاحب جہلمی نے اپنی تقریر میں اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے اور اسلامی تعلیمات کی خوبیوں سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ مکرم ہدایت اللہ صاحب نے طلباء و طالبات کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ تمام طلباء و طالبات اور ان کے اساتذہ نے آج کی مجلس کو سراہا کہ اس طرح مل جل کر بنی نوع انسان کے خیالات جن سے معاشرہ میں حصولِ امن کے لئے مشترکہ کوشش ہو سکتی ہے سننے کا موقعہ ملا۔

۴۔۔۔۔ مورخہ ۳۰ ؍مئی جمعرات کے روز کویت کے ایک عرب شیخ سمیر محمد المطّاوا اپنے صاحبزادے کے ہمراہ مشن ہاؤس تشریف لائے۔ وہ اپنے علاج وغیرہ کے سلسلہ میں فرینکفرٹ میں مقیم تھے۔ اُنہوں نے شہر میں حلقہ ایشنتر ہائم کے تبلیغی سٹال کو دیکھا اور وہاں کتب وغیرہ خریدیں۔ بعد میں انہوں نے مشن ہاؤس اور مسجد آنے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ محترم امام مسعود احمد صاحب جہلمی نے اُن کو کھانے پر بلایا۔ مورخہ ۳۰ ؍مئی کو انہوں نے مشن ہاؤس میں امام و دیگر عہدیداران کے ہمراہ کھانا تناول فرمایا اور جماعتی لٹریچر اور جماعت کی عالمگیر تبلیغی سرگرمیوں سے آگاہی حاصل کی۔ ایک سو زبانوں میں قرآن کریم کی منتخب آیات کے تراجم پر بہت زیادہ خوشی کا اظہار فرمایا۔ سلسلہ کی موجود عربی کتب اُن کو پیش کی گئیں۔

۵۔۔۔۔ مورخہ ۱۹ ؍جون کو KREISS BERUF SCHULE گروس گیراؤ کے ۲۰ طلباء و طالبات نور مسجد آئے مکرم ہدایت اللہ صاحب نے اسلام کی خوبیوں سے اُن کو آگاہ کیا اور اُن کے سوالات کے جوابات دیئے۔ طلباء نے ایک گھنٹہ سے زائد وقت مشن ہاؤس میں گزارا۔

نور مسجد میں قرآن کریم کا درس

محترم امام مسعود احمد صاحب جہلمی مشنری انچارج ہر ہفتہ کے دن ۶ بجے سے ۷ بجے تک جرمن زبان میں قرآن کریم کا درس دیتے ہیں۔ فرینکفرٹ کے احباب و خواتین و بچے استفادہ کے لئے بکثرت شامل ہوں۔

مورخہ ۱۰ ؍جون کو FRIEDBERG کی مقامی جماعت کی وساطت سے ADOLF-REICHWEIN SCHULE کے ۲۵ اساتذہ کو سکول میں مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی مشنری انچارج نے خطاب کیا اور مذہب اسلام سے متعارف کروانے کے علاوہ اسلام سے متعلق یورپی معاشرہ میں پائی جانے والی غلط فہمیوں سے اُن کو آگاہ فرمایا۔ آخر میں اساتذہ کی طرف سے کئے جانے والے سوالات کے جوابات دیئے۔

سالنامہ

اخبار احمدیہ کا اگلا شمارہ ماہ اگست ستمبر سالنامہ ہوگا جو انشاء اللہ العزیز جلسہ سالانہ جرمنی پر ۳۰ ؍اگست کو شائع کیا جائے گا۔ اس شمارے میں اسیرانِ راہ مولیٰ کی قربانیوں پر مشتمل مواد شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ جن احباب کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے اُن سے ہماری درخواست ہے کہ اُن ایام کی روائد قلمبند کر کے ہمیں ارسال کریں۔ اس موضوع سے متعلق نادر تصاویر بھی شامل اشاعت کی جائیں گی۔

کامیابی

خاکسار کی بیٹی عزیزہ طاہرہ منورہ نے گذشتہ ماہ منعقدہ INT : WETT BEWERB کے مقابلہ میں اپنے سکول کی طرف سے حصہ لیا اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مقابلہ میں دوسری پوزیشن حاصل کی اور اُسے VOLKS BANK کی طرف سے بلا کر انعام دیا گیا۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے دینی اور دنیاوی علوم سے نوازے۔ آمین۔

چوہدری ظہور احمد ریجنل امیر ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہمبرگ

غزل

(حضور ایدہ اللہ کی یاد میں)

جہاں تیرے قدم پہنچیں خزاں جائے بہار آئے ۔۔۔ تیرا گلشن پھلے پھولے سدا اس پر نکھار آئے

جدائی کا تمہاری غم دلِ بیتاب پر بھاری ۔۔۔ تمہاری یاد ہے تسکینِ جاں سو بار بار آئے

یہ غم یہ بے بسی میری یہ میرے اشک یاقوتی ۔۔۔ میری محفل کی بیرنگی کو تھوڑا سا سنوار آئے

ہوا کل حادثہ ایسا کہ اب تک ہے عجب حالت ۔۔۔ کہ اس کے بعد اب مجھ کو نہ کچھ چین و قرار آئے

میرے خاموش دروازے پہ دستک کی صدا آئی ۔۔۔ اُٹھا زنجیرِ در کھولی تھا جن کا انتظار آئے

وہ آئے اُن کے آنے سے میرا گھر جگمگا اٹھا ۔۔۔ کھلی جب آنکھ کچھ نہ تھا جو بازی جیتی ہار آئے

کہاں تک بے بسی اور خواب، کب تک انتظار آخر
وہ دن آئے کہ میں دیکھوں وہ میرا دلبہار آئے

پروفیسر محمد طفیل۔ مانٹریال، کینیڈا

جلسہ سالانہ کی بنیادی اغراض

اور

ان کا لازمی تقاضا

ہمارے مقدس و بابرکت جلسۂ سالانہ کی بنیاد جن ارفع و اعلیٰ دینی مقاصد کے پیش نظر رکھی گئی تھی، خلاصۃً انہیں تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے اور وہ یہ ہیں:

پہلی بنیادی غرض

یہ ہے کہ تا افراد جماعت کی معلومات دینی وسیع ہوں، ان کا علم اور معرفت ترقی پذیر ہو، وہ یقین کامل سے مالا مال ہو کر ذوق و شوق اور ولولۂ عشق سے ہمیشہ سرشار رہیں۔ مراد یہ کہ ان میں ایسی پاک تبدیلی رونما ہو کر دنیا کی محبت ٹھنڈی پڑے اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آئے اور انہیں ایسی حالت انقطاع میسر آجائے کہ جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔

دوسری بنیادی غرض

یہ ہے کہ تا دنیا بھر میں دینِ حق کو غالب کرنے کی تدابیر حسنہ سوچی جائیں اور انہیں بروئے کار لانے کے ذرائع پر غور کیا جائے۔

تیسری بنیادی غرض

یہ ہے کہ اس عظیم مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور اجتماعی طور پر دعائیں کرکے تائید و نصرت الٰہی کے حصول کے لئے اپنے قادر و عزیز اور قدیر و مقتدر خدا کے حضور گریہ و زاری کی جائے، کیونکہ سب کچھ اسی کی دی ہوئی توفیق پر منحصر ہے نہ کہ ہماری اپنی تدبیروں اور کوششوں پر۔

جلسہ سالانہ کی ان ہر سہ اغراض کا بتمام و کمال پورا ہونا خدائی تائید و نصرت کے بغیر ممکن نہ تھا اس لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان اغراض کی تکمیل کے لئے اس میں شرکت کرنے والے خوش نصیب انسانوں کے لئے بہت درد و الحاح سے دعائیں کیں اور انہیں یہ تسلی دی کہ

"اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف سنانے کا شغل رہے گا
جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں
اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی
اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ
خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے"۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دعائیں جناب الٰہی میں مقبول ہوئیں چنانچہ اس مبارک و مقدس جلسہ کی ہر سہ بنیادی اغراض بتمام و کمال پوری ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ اس میں اہم دینی موضوعات پر ایمان افروز تقاریر سے وہ سماں بندھتا ہے کہ ہر دل یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہتا کہ علوم و معرفت کے دریا بہہ رہے ہیں اور روحوں کو سیراب کر رہے ہیں، دل یقینِ کامل سے مالا مال اور ذوق و شوق اور ولولۂ عشق سے سرشار ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ دلوں پر اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایسا غلبہ و استیلاء پکڑتی ہے کہ حالت انقطاع میسر ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ بالخصوص دنیا بھر میں دین حق کے غلبہ کی مہم میں نئی کامیابیوں، کامرانیوں، پیشقدمیوں اور خدائی وعدوں کے پورا ہونے کا ذکر سن کر روحوں پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، اسی طرح درد اور سوز میں ڈوبی ہوئی اجتماعی دعائیں نصرت الٰہی کو جذب کرنے کا موجب بنتی ہیں۔

جلسہ تو ہر سال ہی عظیم الشان برکات لے کر آتا ہے اور اس میں شرکت کرنے والے لاکھوں انسان ان عظیم الشان برکات سے مستفیض بھی ہوتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ نئی نسل سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں اور بچّوں کو اور اسی طرح جماعت میں نئے شامل ہونے والوں کو بھی جلسہ سالانہ کی عظمت و اہمیت اور اس کی عظیم الشان برکات سے آگاہ کر کے یہ احساس دلایا جائے کہ وہ بھی اس جوئے شیریں سے جی بھر کر سیراب ہوں ایسا نہ ہو کہ جہاں دوسرے لوگ برکتوں، رحمتوں اور فضلوں سے مالا مال ہو کر لدے پھندے اپنے گھروں کو واپس لوٹیں وہاں اپنی لاعلمی اور نادانی سے ان نوواردوں کی واپسی اس حال میں ہو کہ وہ تہی دامن اور خالی ہاتھ ہوں۔ وہ حسرت ناک محرومی سے اسی صورت میں بچ سکتے ہیں کہ وہ اس مقدس للّٰہی جلسہ سالانہ کو میلہ کا رنگ نہ دیں۔ بازاروں میں گھوم کر اپنا وقت ضائع نہ کریں یا رہائش گاہوں میں مجلسیں لگا کر تضیع اوقات کے مرتکب نہ ہوں بلکہ جلسہ کے تمام اجلاسوں میں ہمہ وقت موجود رہ کر علماء سلسلہ کی تقاریر اور سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پُر معارف ارشادات کو پوری توجہ اور انہماک سے سنیں اور انہیں ذہن نشین کرنے کے ساتھ ساتھ دل میں جگہ دیں اور بقیہ اوقات کو دعاؤں اور ذکر الٰہی میں گزاریں اور وہ کچھ پائیں جو ان کے دوسرے لاکھوں بھائی پاتے ہیں، اِدھر اُدھر گھوم کر اپنے وقت کو ضائع کرنے والے اس جلسہ کی عظیم الشان برکات سے مستفیض نہیں ہو سکتے۔ اسی لئے سیّدنا حضرت اقدس نے فرمایا ہے :-

"سب کو متوجہ ہو کر سننا چاہیئے، پورے غور اور فکر کے ساتھ
سنو کیونکہ یہ معاملہ ایمان کا ہے۔ اس میں سُستی، غفلت اور
عدم توجہ بہت بُرے نتائج پیدا کرتی ہے جو لوگ ایمان میں غفلت

باقی صفحہ نمبر ۲۸ پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت ہائے برطانیہ کا ۲۶ واں جلسہ سالانہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کا ۲۶ واں جلسہ سالانہ انشاء اللہ تعالیٰ ۲۶۔۲۷۔۲۸۔جولائی ۱۹۹۱ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار اسلام آباد (انگلستان) میں منعقد ہوگا۔ اس جلسہ سالانہ میں حسبِ سابق اکنافِ عالم سے احمدی احباب بہت کثرت سے شریک ہوکر اپنے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطابات سے استفادہ کریں گے۔

جلسہ سالانہ کا آغاز نمازِ جمعہ کے بعد ہوگا۔ لوائے احمدیت لہرائے جانے کے بعد افتتاحی اجلاس میں حضور انور کا افتتاحی خطاب ہوگا۔ ہفتہ کے روز حضور انور کا ایک خطاب مستورات میں ہوگا جو مردانہ حصہ میں سنایا جائے گا۔ بعد دوپہر حضور انور اپنے خطاب میں سالِ گذشتہ میں حاصل ہوتے والے افضال و انعامات کی تفصیل بیان فرمائیں گے۔ اتوار کو بعد دوپہر حضور انور کا اختتامی خطاب کسی علمی موضوع پر ہوگا۔

جلسہ میں دیگر تقاریر کا پروگرام حسبِ ذیل ہے۔

- مکرم آفتاب احمد خانصاحب امیر برطانیہ — "عالم اسلام کی موجودہ حالت زار، اس کی وجوہات اور علاج" (انگریزی)
- مکرم صاحبزادہ مظفر احمد صاحب امیر امریکہ — "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مخالفین سے حُسنِ سلوک" (اُردو)
- مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر قادیان — "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت داعی الی اللہ" (اُردو)
- مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر غانا — "احمدیت کا پیش کردہ نظام نو" (انگریزی)
- مکرم زاہد احمد خان صاحب۔ برطانیہ — "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عجز و انکسار" (انگریزی)
- مکرم مظفر احمد صاحب کلارک۔ برطانیہ — "آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج" (انگریزی)
- (خاکسار) عطاء المجیب راشد۔ برطانیہ — "تبلیغی میدان میں تائید الٰہی کے ایمان افروز واقعات" (اُردو)

جلسہ سالانہ کے دنوں میں ہر روز نمازِ تہجد باجماعت ادا کی جائے گی۔ نماز فجر کے بعد درس القرآن اور درس الحدیث بیان ہوں گے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس جلسہ سالانہ کو ہر لحاظ سے بہت بابرکت کرے اور شمولیت کرنے والے سب احباب کو ان برکات سے حصہ وافر عطا ہو جو اس جلسہ سے وابستہ ہیں۔ جلسہ سالانہ کے جملہ انتظامات کے بخیر و خوبی سرانجام پانے کے لئے خاص دعا کی درخواست ہے۔

عطاء المجیب راشد امام مسجد فضل ——— لندن

(افسر جلسہ گاہ۔ ۱۹۹۱ء)

جلسہ سالانہ انگلستان پر تشریف لانے والے مہمانوں سے التماس

۱۔ جو لوگ جلسہ سالانہ پر لندن آرہے ہیں اُن کے لئے ضروری ہے کہ وہ جماعت انگلستان کی طرف سے جاری کردہ دعوت نامہ اپنی مقامی جماعت سے لے کر آئیں۔ ہوسکتا ہے کہ امیگریشن آفیسر آپ سے وہ دعوت نامہ طلب کرے۔ اسی طرح جلسہ گاہ میں داخلہ کے لئے بھی یہی دعوت نامہ درکار ہوگا۔

۲۔ لندن کے دونوں ایئرپورٹ HEATROW + GATWICK پر شعبہ استقبال کے کارکنان موجود ہوں گے۔ آپ بوقت ضرورت اُن سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

۳۔ جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے ۲۴۔ جولائی سے ۷۔ اگست تک جماعت انگلستان کے مہمان ہوں گے۔ ان ایام میں مسجد فضل لندن سے اسلام آباد تک جماعت کی طرف سے ٹرانسپورٹ کا انتظام ہوگا۔ ۷۔ اگست سے بعد ٹھہرنے والے احباب کو اپنا انتظام خود کرنا ہوگا۔

۴۔ جماعت انگلستان کی طرف سے درج ذیل جگہ پر انکوائری آفس قائم کئے گئے ہیں۔ جہاں احباب رابطہ کر کے جلسہ سے متعلق معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

مشن ہاؤس ہنسلو ——— ۰۸۱-۵۷۷۰۲۲۱
مسجد فضل لندن ——— ۰۸۱-۸۷۰۸۵۱۷
〃 〃 〃 ——— ۰۸۱-۸۷۱۱۶۹۹
اسلام آباد ——— ۰۲۵۱۸-
GATWICK ——— ۰۲۹۳-۸۸۳۲۶۱

۵۔ جلسہ کے مہمانوں سے درخواست ہے کہ اپنے سامان اور سفری کاغذات کی خاص حفاظت کریں۔

۶۔ جلسہ کے موقعہ پر پرائیویٹ خیمہ جات اس قیمت پر دستیاب ہوں گے۔

۱۳۸،۸۰ پاؤنڈ	۱۵×۲۰ } ۲۰×۲۰	۸۳،۲۸ پاؤنڈ	۱۲×۱۲
		۱۱۷،۲۱ 〃	۱۵×۱۵
۱۸۸،۵۷ پاؤنڈ	۲۰×۳۰	۱۱۱،۸۴ 〃	۱۰×۲۰
۷۶،۵۰ 〃	۱۰×۱۰		

جلسہ سالانہ میں شمولیت کرنے والے احباب یاد رکھیں کہ

۱۔ جلسہ کے دنوں میں ذکر الٰہی، درود شریف اور مختلف دعاؤں کا ورد کرتے رہیں۔

۲۔ باجماعت نمازوں میں شامل رہیں۔

۳۔ چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی فتح کے لئے خصوصی دعائیں کرتے رہیں۔

۴۔ مسکراتے چہروں سے اپنے بھائیوں کے ساتھ پیش آئیں۔

۵۔ انتظامیہ سے مکمل تعاون کریں، کارکنان کے لئے سہولت پیدا کریں۔ انہوں نے آپ کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔

۶۔ اجلاسات کے دوران جلسہ گاہ میں تشریف رکھیں اور تمام مقررین کی تقاریر سے استفادہ کریں۔

باقی صفحہ نمبر ۲۸ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ : جلسہ سالانہ کی بنیادی اغراض

سے کام لیتے ہیں اور جب ان کو مخاطب کر کے کچھ بیان کیا جائے تو غور سے اس کو نہیں سنتے۔ ان کو بولنے والے کے بیان سے خواہ وہ کیسا ہی اعلیٰ درجہ کا مفید اور مؤثر کیوں نہ ہو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ کان رکھتے ہیں مگر سنتے نہیں اور دل رکھتے ہیں پر سمجھتے ہیں پس یاد رکھو کہ جو کچھ بیان کیا جاوے اسے توجہ اور بڑے غور سے سنو کیونکہ جو توجہ سے نہیں سنتا وہ خواہ عرصہ دراز تک فائدہ رساں وجود کی صحبت میں رہے اسے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔"

(الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۲ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"اس جلسہ کی اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کی معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔۔۔۔ ماسوا اس کے جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں۔۔۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدرِ ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔۔۔ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔۔۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔۔۔۔ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرما دیوے۔"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

بقیہ : جماعت ہائے برطانیہ

۷۔۔۔ جلسہ کے دوران ٹوپی سر پہ رکھیں اور ننگے سر نہ پھریں۔

۸۔۔۔ کھانے کے دوران نظم و ضبط اور صفائی کا خیال رکھیں۔

۹۔۔۔ جلسہ گاہ کی حدود میں کوئی ایسی چیز نہ پھینکیں جس سے اس روحانی اجتماع کا حُسن متاثر ہو۔

۱۰۔۔۔ ہم کو چاہیئے کہ زمین پر گرے پڑے فالتو کاغذات اور دوسری فالتو اشیاء اٹھا کر کوڑے کرکٹ کے تھیلوں اور ٹوکریوں میں ڈال دیں۔

۱۱۔۔۔ آپ سے توقع کی جاتی ہے کہ آپ کے اعلیٰ اخلاق جلسہ میں شرکت کرنے والے مہمانوں اور غیر مسلم افراد کے دل موہ لیں گے۔

۱۲۔۔۔ جلسہ گاہ کی حدود میں سگریٹ نوشی سے مکمل پرہیز کریں۔

۱۳۔۔۔ لباس کی صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ ایسا لباس پہن کر آئیں جس سے ایک احمدی کی شخصیت نمایاں ہو۔

۱۴۔۔۔ مستورات سے گذارش ہے کہ اسلامی پردہ کا خاص خیال رکھیں۔ اسلامی پردہ مستورات کی عظمت کی نشانی ہے۔

بشارت احمد بشارت سیکرٹری تربیت ______ جرمنی

سفر انگلستان سے متعلق معلومات

جو احباب و خواتین جرمنی سے جلسہ سالانہ انگلستان میں شرکت کے لیے جا رہے ہیں اُن سے التماس ہے کہ وہ اپنا دعوت نامہ برائے جلسہ سالانہ شعبہ امور خارجہ سے حاصل کر لیں۔

علاوہ ازیں جو احباب بذریعہ کار تشریف لے جا رہے ہیں اُن کی سہولت کے لئے فیری کے اوقات درج کئے جا رہے ہیں۔

— وقت روانگی OSTENDE برائے DOVER (لندن)

۲ بجے، ۱۱ بجے، ۴۵-۱۳ —— ۴۵-۱۷، ۴۵-۲۰ — ۰۰-۲۳

کرایہ یکطرفہ۔ ۱۴-۶ سال ۲۷ مارک، ۱۴ سال سے زائد ۴۷ مارک، کرایہ کار ۲۵۰ مارک

— وقت روانگی OSTENDE برائے DOVER (لندن)

۶ بجے اور ۴۵-۸، کرایہ یکطرفہ ۲۷ مارک اور ۴۷ مارک، کرایہ کار ۲۱۰ مارک

۵ دن کے ٹور کے لئے دو طرفہ سپیشل ریٹ ۱۴ سال تک ۴۰ مارک، ۱۴ سال سے زائد ۷۰ مارک، کار کا کرایہ ۳۱۵ اور ۳۷۵ مارک۔

جرمنی واپسی کے لئے DOVER سے فیری کے اوقات

ایک بجے، ۴ بجے، ۷ بجے، ۱۰ بجے، ۱۳ بجے، ۱۶ بجے، ۱۹ بجے، ۲۲ بجے۔

محترمہ اہلیہ صاحبہ عبدالمنان ناہید وفات پاگئیں

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے نامور اور معروف شاعر مکرم عبدالمنان صاحب ناہید کی اہلیہ محترمہ عائشہ محمود صاحبہ ۵ جون ۱۹۹۱ء کو بعمر ۶۵ سال راولپنڈی میں وفات پاگئیں۔ اِنّا للّٰہ وَ اِنّا الیہ راجعون۔ اسی روز جنازہ ربوہ لایا گیا اور نماز عشاء کے بعد مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی اُن کی وفات پر مکرم عبدالمنان ناہید سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں خاص مقام قرب سے نوازے اور مکرم ناہید صاحب اور اُن کے دیگر اعزّہ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

انتظامیہ کمیٹی جلسہ سالانہ ۱۹۹۱ء جماعت احمدیہ جرمنی

۱۔ افسر جلسہ سالانہ	خاکسار محمد شریف خالد	۲۶۲۴۶	۰۶۰۷۴
۲۔ افسر جلسہ گاہ	مکرم مولانا مسعود احمد صاحب جہلمی	۶۸۱۴۸۵	۰۶۹
۳۔ نائب افسر جلسہ گاہ	مکرم عبدالشکور اسلم	۱۴۲۳	۰۶۱۸۲
۴۔ نائب افسر جلسہ سالانہ (اول)	مکرم اسماعیل نوری	۷۸۹۴۸۱۹	۰۶۹
۵۔ 〃 〃 〃 (دوئم)	مکرم چوہدری سعید الدین	۴۴۶۴۷	۰۲۲۱
۶۔ 〃 〃 〃 (سوئم)	مکرم فلاح الدین خاں	۵۱۷۱۳۵	۰۶۹
۷۔ 〃 〃 〃 (چہارم)	مکرم مقصود الحق	۷۸۳۵	۰۶۱۴۶
۸۔ انچارج دفتر جلسہ سالانہ	مکرم ملک بشیر الدین	۳۸۹۴۳۱	۰۶۹
۹۔ نائب انچارج دفتر جلسہ سالانہ	مکرم شمس الحق	۲۳۴۸۱۹	۰۶۹
۱۰۔ 〃 〃 〃 〃	مکرم عبداللہ خان نیازی	۵۰۵۷۸۳	۰۶۹
۱۱۔ ناظم رپورٹنگ	مکرم مغفور احمد	۶۸۳۰۰۸	۰۶۹
۱۲۔ کیشیئر	مکرم عرفان احمد	۳۵۲۱۶	۰۶۱۰۳
۱۳۔ ناظم حاضری و نگرانی معاونین	مکرم مسیح الدین شاہد	۳۸۲۲۵۹	۰۶۹
۱۴۔ ناظم آرائش	مکرم شاہد نصیر	۵۹۱۰	۰۶۱۵۸
۱۵۔ ناظم لاؤڈ سپیکر	مکرم جاوید اقبال	۳۹۶۷۴۲	۰۶۹
۱۶۔ ناظم ترجمہ (ساز و سامان)	مکرم مظفر احمد غازی	۳۹۷۴۴۱	۰۶۹
۱۷۔ ناظم ترجمہ	مکرم طاہر محمود	۵۹۷۸۰۸۹	۰۶۹
۱۸۔ ناظم آڈیو وڈیو	مکرم صوفی منور احمد	۵۰۷۷۰۶۱	۰۶۹
۱۹۔ ناظم خدمت خلق	مکرم رفیق اختر روزی	۶۳۴۷۳۱	۰۶۹
۲۰۔ ناظم پارکنگ	مکرم عبدالقادر	۸۲۹۶۳	۰۶۱۵۲
۲۱۔ ناظم ٹریفک	مکرم مشتاق احمد	۲۲۶۲۴	۰۶۰۷۴
۲۲۔ ناظم نظافت	مکرم عبدالرحمٰن مبشر	۷۸۳۱۱	۰۶۹
۲۳۔ ناظم تیاری جلسہ سالانہ	مکرم اعجاز احمد	۲۰۸۴	۰۶۱۵۲
۲۴۔ ناظم خیمہ جات	مکرم محمد احمد	۷۱۱۸۱	۰۶۶۵۵
۲۵۔ ناظم استقبال و معلومات و گمشدہ اشیاء	مکرم محمد احمد انور	۶۲۴۷۸	۰۶۱۰۷
۲۶۔ ناظم روشنی	مکرم نداء الظفر یادی	۵۵۷۰۳۳	۰۶۹
۲۷۔ ناظم ٹرانسپورٹ	مکرم مشتاق احمد ظہیر	۸۶۵۷۹	۰۶۰۳۲
۲۸۔ ناظم رہائش	مکرم میر عبداللطیف	۷۷۴۲۰	۰۶۱۰۸
۲۹۔ ناظم امانات	مکرم محمد مستقیم	۴۲۶۳۹	۰۶۱۰۵
۳۰۔ ناظم بازار	مکرم ناصر احمد باجوہ	۲۲۵۷۸	۰۶۱۰۵
۳۱۔ ناظم طبی امداد	مکرم ڈاکٹر وسیم احمد	۵۲۹۹۰	۰۶۱۴۵
۳۲۔ ناظم تربیت	مکرم بشارت احمد	۲۳۰۷۱	۰۶۱۷۴
۳۳۔ ناظم سپلائی	مکرم داؤد احمد کاہلوں	۳۴۶۹۷۸	۰۶۹
۳۴۔ ناظم سٹور	مکرم طاہر محمود	۲۵۹۹۵	۰۶۱۰۵
۳۵۔ ناظم ضیافت	مکرم ناصر احمد وڑائچ	۶۸۳۵۷۶	۰۶۹
۳۶۔ ناظم مہمانانِ خاص (جلسہ سالانہ)	مکرم رانا محمد صفدر	۶۱۲۳۴	۰۶۱۲۷
۳۷۔ ناظم رابطہ مستورات	مکرم اعجاز احمد	۲۰۸۴	۰۶۱۰۵
۳۸۔ ناظم فوٹو گرافی	مکرم شاہد احمد عباسی	۳۸۷۶۷۳	۰۶۹
۳۹۔ ناظم منٹیننس	مکرم ملک سلطان احمد	۶۸۱۱۷۵	۰۶۱۳۱

تڑپ اُٹھتی ہیں موجیں اور بھی ٹکرا کے ساحل سے

سُنا ہے میکدے میں مَیں نے یہ رندانِ کامل سے
نہاں رہتا ہے رازِ ساغرِ مے چشمِ غافل سے
یہ زندانِ بلا بھی کچھ فزوں ہے تیری محفل سے
طرب انگیز پیہم گونج اُٹھتی ہے سلاسل سے
مجھے بھی ہو گئی ہے ناخدا ساحل سے دلچسپی
تڑپ اُٹھتی ہیں موجیں اور بھی ٹکرا کے ساحل سے
طلسمِ آئنہ خانہ تحیّر در تحیّر ہے
نگاہیں جب اُٹھیں تو بجلیاں اُٹھیں مقابل سے
تری خیرہ نگاہی نے انہیں تقسیم کر ڈالا
وگرنہ خار و گُل پیدا ہوئے ہیں ایک ہی گِل سے
ابھی اُٹھا نہیں منزل کی جانب اک قدم میرا
خضر کہتا ہے تُو آگے نکل جاتا ہے منزل سے
ترا ہی ہاتھ ہے غافل جو پھیلا ہے ترے آگے
طلب کرتا ہے تُو ہی عاجزی کی بھیک سائل سے
پنپتا ہے جنوں آزاد صحرائی ہواؤں میں
ارے او قیس دیوانے ترا کیا کام محمل سے
اٹھائے ہیں کروڑوں چرخ نے اس رقص سے فتنے
جو بسمل میں ہُوا ہے منتقل شمشیرِ قاتل سے
یہ زنجیرِ طلائی اور امیدِ عدل اور تجھ سے ؟
مرا یہ طنز کہہ دے کوئی جا کر شاہ عادل سے
مگر تنویرؔ بھی تھا ڈوبنے والے سفینے میں
وگرنہ موج سر اپنا پٹکتی کیوں ہے ساحل سے

روشن دین تنویرؔ

اہم تبلیغی و تعارفی تقریب

جماعت احمدیہ PFUNGSTADT کے زیر اہتمام مورخہ ۲؍ جون ۱۹۹۱ء بروز اتوار ۶ بجے شام BURGA HOUSE ALSBACH میں ایک اہم تبلیغی و تعارفی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں شہر کے برگا ماسٹر نے بطور مہمانِ خصوصی شرکت کی علاوہ ازیں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر امیر جماعت احمدیہ جرمنی، مکرم مسعود احمد جہلمی مشنری انچارج اور مکرم ہدایت اللہ ہبش پریس سیکرٹری جماعت بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ تقریب کا آغاز مکرم سیّد افتخار حسین گردیزی کی تلاوتِ کلام پاک سے ہوا جس کے بعد مکرم عبدالباسط گردیزی صدر جماعت نے مہمانِ خصوصی و شرکاءِ مجلس کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا اور اُنہیں خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں شہر کے میئر MR REINHARD WENNRICH نے حاضرین سے خطاب فرمایا اور مقامی شہریوں کی طرف سے اس تقریب میں دلچسپی لینے پر دلی خوشی کا اظہار کیا۔ شہر کے میئر کے خطاب کے بعد مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر امیر جماعت جرمنی نے تقریر کی اور حاضرین کو جماعت احمدیہ عالمگیر سے متعارف کروایا۔ محترم امیر صاحب کے بعد جناب ہدایت اللہ ہبش نے تقریر کی اور اسلام کی دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں فضیلت بیان کی اور جماعت احمدیہ اسلام کی نمائندہ جماعت ہے کا تذکرہ فرمایا۔ اس کے بعد حاضرین کو سوالات کی دعوت دی گئی جن کے جوابات محترم امیر صاحب، محترم مشنری انچارج صاحب اور مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب نے دیئے۔ آخر میں مہمانوں کی خدمت میں رات کا کھانا پیش کیا گیا۔ یہ امر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ اس تقریب میں ۷۰ سے زائد جرمن خواتین و مرد شامل ہوئے جبکہ حاضرین کی کُل تعداد ۱۲۰ تھی۔ اس موقعہ پر اسلامی کُتب اور جماعتی لٹریچر پر مشتمل سٹال بھی لگایا گیا تھا۔ ۱۵ قرآن کریم جرمن ترجمہ مہمانوں نے خریدے اور ساتھ دیگر لٹریچر بھی حاصل کیا۔

عبدالباسط گردیزی صدر جماعت ______ PFUNGSTADT

جلسہ ہائے سیرت النبیؐ

لمبرگ :۔ جماعت لمبرگ نے مورخہ ۱۲؍ اپریل کو شہر کے ایک ہال میں جلسہ سیرت النبیؐ کا اہتمام کیا۔ مکرم بشارت راٹھور کی تلاوتِ کلام پاک سے جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ جلسہ میں مکرم خالد محمود، مکرم عبدالنجیر عامر، مکرم طارق ظہیر اور خاکسار ناصر احمد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر تقاریر کیں۔ دعا کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہوا۔ جلسہ میں ۶۰؍ احباب و خواتین نے شرکت کی۔

فرینکفرٹ :۔ جماعت فرینکفرٹ کا جلسہ سیرت النبیؐ مورخہ ۲۸؍ اپریل بروز اتوار بونامیس سینٹر میں منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی صدر قضاء بورڈ جرمنی نے کی۔ تلاوتِ قرآن کریم اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم ہدایت اللہ ہبش نے کی۔ اجلاس کے دوسرے مقرر مکرم بشارت احمد ناصر تھے۔ ایک غیر از جماعت عربی دوست مکرم ابو یاسر یوسف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ میں سے بعض اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد مکرم لمعات مرزا نے "محسنِ انسانیت" کے موضوع پر عربی زبان میں تقریر کی بعد ازاں مکرم قمر اجنالوی نے نعت رسول عربی پیش کی۔ آخر میں صاحب صدر نے اپنے صدارتی خطاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر انبیاء پر فضیلت بیان کی اور اختتامی دعا کروائی۔ اجلاس کے بعد بچوں میں سویٹس تقسیم کی گئیں۔

مقصود احمد امیر جماعت ______ فرینکفرٹ

برلن مشن کی سرگرمیاں

سلطان احمد اٹھوال۔ نمائندہ خصوصی

برلن مشن میں جلسہ یوم خلافت مرکز کی ہدایت کے مطابق مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۹۱ء بروز اتوار دن کے ۱۱½ بجے منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مکرم عبدالباسط طارق مبلغ سلسلہ نے کی۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم غلام احمد اٹھوال نے کی بعد ازاں مکرم سعادت احمد صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا جس کے بعد مکرم عبدالباسط طارق مبلغ سلسلہ نے اس نظم کا پس منظر بتاتے ہوئے خلافت کی برکات پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب نے خلافت کی برکات پر تقریر کی اس کے بعد عزیزہ کنول ورک نے جرمن زبان میں نہایت روانی سے "خلافت، ایک نعمت الٰہی" کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدہٗ مکرم چوہدری حبیب اللہ صاحب نے خلیفہ خدا بناتا ہے کے موضوع پر خطاب کیا اس کے بعد مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب نے خوش الحانی سے ایک نظم پڑھ کر سنائی۔ نظم کے بعد برلن کے مصری اور صاحبِ علم مخلص احمدی دوست مکرم حامد السباعی نے عربی زبان میں اَہمیۃ الخلافۃ (خلافت کی اہمیت) کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اس کے علاوہ فلسطینی احمدی دوست مکرم عبدالرحمٰن شافعی صاحب جنہوں نے امسال خدام الاحمدیہ کے اجتماع کے موقع پر حضور پر نور کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا تھا نے اپنے قبول احمدیت کا واقعہ نہایت ایمان افروز انداز میں سنایا۔ جلسہ میں ۲۵ مردوں اور ۴۳ خواتین نے شرکت کی۔ دونوں عربی زبان میں تقاریر کا اردو اور جرمن ترجمہ ساتھ ساتھ مکرم عبدالباسط طارق صاحب کرتے رہے۔ آخر میں صاحبِ صدر نے احباب جماعت برلن کو تلقین کی کہ وہ اپنی نئی نسلوں کے ذہنوں میں خلافت کی اہمیت اور اس کی برکات کو راسخ کریں۔ دعا کے بعد یہ جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

برلن مشن میں ایک بابرکت تقریب

مورخہ ۱۹؍ مئی ۱۹۹۱ء بروز اتوار برلن مشن میں ایک بہت ہی بابرکت تقریب کا انعقاد ہوا۔ امسال خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے موقع پر برلن کے دو عرب نژاد نوجوانوں کو حضور پر نور کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی توفیق عطا ہوئی چنانچہ اس کے بعد ایک لبنانی دوست مکرم محمد بن عزت جو پیشے کے لحاظ سے کیمسٹ تھے مشن ہاؤس تشریف لائے اور ایک خواب کی بنا پر بیعت کرنے کی خواہش کی چنانچہ پروگرام کے مطابق ان تینوں نومبائعین کے اعزاز میں مشن ہاؤس میں ایک عشائیہ کا اہتمام کیا گیا۔ تقریب میں عہدیداران جماعت کے علاوہ خدام الاحمدیہ برلن کے عہدیدار بھی شامل ہوئے۔ تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جو مکرم محمد بن عزت نے کی بعد ازاں مکرم رانا سلطان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا جس کے بعد مکرم محمد بن عزت نے بیعت کی۔ بعد ازاں قائد خدام الاحمدیہ برلن نے سپاسنامہ پڑھ کر سنایا جو جرمن زبان میں تھا۔ جس کے بعد مکرم محمد بن عزت

نے احباب جماعت کو وہ خواب اور واقعات بتائے جس کے نتیجے میں انہیں احمدیت کی صداقت نصیب ہوئی۔ ان کی تقریر بے حد دلچسپ اور سامعین کے لئے ازدیاد ایمان کی باعث ہوئی۔ اس تقریر کا رواں ترجمہ مکرم عبدالرحمٰن شافعی جرمن میں کرتے رہے۔ اس کارروائی کے بعد سب دوستوں کو کھانا پیش کیا گیا جس کے بعد سب دوستوں نے نماز مغرب وعشاء باجماعت ادا کی۔ تقریب میں بعض جرمن بہنوں نے بھی شرکت کی۔ تقریب میں نئے عرب بھائی اپنے پاکستانی بھائیوں سے گھل مل گئے اور رات دیر تک باہمی تعارف حاصل کرتے رہے۔

مکرم عبدالباسط طارق نے نومبائعین کو تلقین کی کہ وہ مسیح محمدی کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں بنیں جو ہر آن نئے پتے، پھل اور پھول لاتی ہے۔ غرضیکہ یہ تقریب بے حد بابرکت تھی اور شرکاء اس سے خوب لطف اندوز ہوئے۔

رائن ویلی کے دل بوپارڈ شہر میں نہایت کامیاب

تعارفی و تبلیغی تقریب کا انعقاد

مورخہ ۴ مئی 1991ء بروز ہفتہ جماعت بوپارڈ (کولون ریجن) نے جرمن احباب سے رابطہ کی غرض سے ایک تقریب کا اہتمام کیا۔ جماعت نے شہر کے میئر MR. WOLFGANG GIPP سے ملاقات میں ان کو پروگرام میں مہمان خصوصی کے طور پر بلانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ میئر نے دعوت کو بخوشی قبول کیا اور پروگرام میں شمولیت کی۔ اس پروگرام میں شہر اور گردونواح کے تمام سکولوں کے سٹاف کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا۔ پروگرام شہر کے ایک وسیع ہال میں منعقد کیا گیا۔

بوپارڈ کے دونوں گرجوں کے پادریوں نیز کیتھولک اکیڈمی TRIER کے ڈاکٹر اسمتھ نے خصوصی طور پر پروگرام میں شرکت کی۔ مکرم نیشنل امیر صاحب جناب عبداللہ واگس ہاؤزر، مشنری انچارج صاحب جناب مسعود احمد جہلمی، پریس سیکرٹری مکرم ہدایت اللہ ہبش، مکرم چوہدری سعید الدین ریجنل امیر اور مکرم عرفان احمد خان سیکرٹری امور خارجہ نے بھی پروگرام میں شرکت فرمائی۔ پروگرام ۵½ بجے شام تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ تلاوت حافظ مبارک احمد صاحب نے کی۔ جرمن ترجمہ مکرم بلال خان نے پڑھا۔ مقامی صدر حافظ نصیر احمد صاحب نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ انہوں نے پروگرام کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے اسلام کے ایک پرامن مذہب ہونے اور دیگر مذاہب کی آزادی کے ضامن ہونے پر روشنی ڈالی۔

ان کی تقریر کے بعد برگا ماسٹر WOLFGANG GIPP نے جوابی تقریر میں جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں اس پروگرام میں اس لئے شامل ہوا ہوں کہ یہ دعوت مجھے ایسے شہریوں کی جانب سے ملی ہے جن کو ہمارا شہر قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ بعد ازاں انہوں نے شہر کی مختصر تاریخ بیان کی اور جماعت کو بطور تحفہ ایک کتاب پیش کی۔ مقامی صدر صاحب نے بھی میئر کو جوبلی شیلڈ بطور تحفہ پیش کی۔ میئر کی تقریر کے بعد ڈاکٹر اسمتھ نے مذاہب عالم کے موضوع پر پرمغز تقریر کی اور ہمارے پروگرام کے اغراض و مقاصد کی ازحد تعریف کی۔

مکرم امیر صاحب نے اپنی تقریر میں میئر کا شکریہ ادا کیا اور جماعت کا مختصر تعارف پیش کیا اور جماعت کا افریقہ میں رفاہی کام مختصراً بیان فرمایا۔

آپ نے اسلام کی اصل شکل سے حاضرین کو متعارف کیا۔ مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی مبلغ انچارج جرمنی نے اپنے خطاب میں تمام مذاہب کے ایک پیشوا کے منتظر ہونے کو اپنی تقریر کا مرکزی نقطہ بنایا اور موسوی مسیحؑ اور محمدی مسیحؑ میں مماثلت پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے جماعت کے قیام، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ، قرآن پاک کی تعلیمات مختصراً بیان کیں۔

مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب نے دنیا کی موجودہ صورتحال خصوصاً عالم اسلام کے حالات پر روشنی ڈالی۔ موجودہ حالات میں ایک عام آدمی کے رویّہ پر انہوں نے نکتہ چینی کی اور حاضرین کو جماعت احمدیہ کا پیغام بتایا اور کہا کہ بانی سلسلہ نے فرمایا ہے کہ ہمارا خزانہ ہمارا خدا ہے اور ہمارے پاس دنیا کو دینے کے لئے کچھ بھی نہیں اور ہم یہ خزانہ آپ سب میں برابر تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے فرد اور خدا کے تعلق پر زور دیا۔

ان تقاریر کے بعد حاضرین میں سے چند ایک نے سوالات کئے بعض سوالات تقاریر کے حوالوں سے کئے گئے۔ ایک خاتون نے پوچھا کہ جس مسیح کی آپ بات کرتے ہیں اس کو میں عیسائی ہوتے ہوئے نہیں مان سکتی مگر اصل سوال یہ ہے کہ کیا مسیحؑ محمدؐ سے بڑا ہے۔ مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام پر روشنی ڈالی آپ نے آمد مسیح و مہدی کو احادیث کے حوالوں سے واضح کیا۔ اسی سوال کو مکرم ہدایت اللہ صاحب نے عہد نامہ جدید کے حوالوں سے واضح کیا۔ ایک سوال گناہ اور کفارہ نیز فرد کے خدا سے تعلق کے موضوع کیا گیا اور کہا گیا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے ذریعہ خدا تک پہنچنے کا راستہ پایا ہے اور باقیوں کے گناہ عیسیٰؑ نے خود اپنے اوپر لئے ہیں۔ امام صاحب نے جواباً فرمایا کہ خدا کی طرف سے آنے والے کا مقصد ہی انسانوں کو ان کے گناہوں سے چھٹکارا دلانا ہوتا ہے۔ آپ نے گناہ کو جماعت احمدیہ کی روشنی میں بیان کیا اور بتایا کہ انسان گناہ سے صرف اسی وقت ہی دور رہ سکتا ہے کہ نبی کی تعلیمات پر پوری طرح عمل کرے۔

پروگرام کے دوران مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر نیشنل امیر صاحب نے شہر کے دونوں گرجوں کے پادریوں کو جوبلی شیلڈز بطور تحفہ پیش کیں۔ پروگرام کے ساتھ جماعت نے ایک مختصر نمائش کا بھی اہتمام کیا تھا اور کثیر تعداد میں جماعتی لٹریچر بطور تحفہ پیش کرنے کے لئے رکھا گیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر نیز دیگر اہم تقاریب کی تصاویر اور تراجم قرآن کریم بھی نمائش کے لئے رکھے گئے۔ حاضرین نے نمائش کو ازحد پسند کیا اور بہت سا لٹریچر اپنے ساتھ لے کر گئے۔

پروگرام کے بعد شام کے کھانے کا انتظام کیا گیا اور حاضرین کو پاکستانی کھانوں کی ایک کثیر ورائٹی سے روشناس کیا گیا۔ باوجود شدید سردی اور موسلا دھار بارش کے اس پروگرام میں ۸۳ جرمن خواتین و حضرات نے شرکت فرمائی۔ اسی طرح ایک ترک زیر تبلیغ صاحب ایک احمدی تھائی خاتون نے اپنے جرمن احمدی خاوند کے ساتھ شمولیت فرمائی۔

پروگرام کے بعد مکرم امیر صاحب نے جماعت احمدیہ بوپارڈ کے افراد سے خصوصی خطاب کیا اور فرمایا کہ ایسا اچھا اور اتنی حاضری والے پروگرام کا انعقاد قابل تحسین ہے۔ وہ اس پروگرام کو بہت دیر تک یاد رکھیں گے۔ انہوں نے فرمایا کہ بوپارڈ جماعت ایک بالکل نئی اور بہت ہی چھوٹی جماعت ہے وہ اس بڑے پروگرام پر بجا طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔

خلیق سلطان انور جنرل سیکرٹری جماعت ـــــــــ BOPPARD

فرینکفرٹ میں مٹھائیاں بنانیوالا آپ کا اپنا نام
ھر خوشی کے موقع پر خدمت کا موقع دیں۔

لڈو ★ برفی ★ رسگلے ★ گلاب جامن
بادام کی برفی ★ لڈو موتی چور ★ شکر پارے
بالوشاہی ★ میسو ★ جلیبیاں ★ کراچی حلوہ

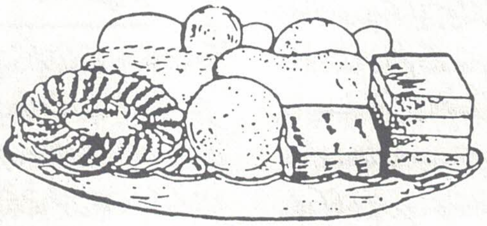

حاجی محمد اکمل
پروپرائیٹر

سموسے ★ پکوڑے ★ نمک پارے ★ شامی کباب
ایک دفعہ خدمت کا موقع دیں آپ کی تشریف آوری
کا شکریہ

ASC 1974
The Quality Sweet Manufacturers

AKMAL SWEET CENTRE

Kaiserstr. 53
6000 Frankfurt/Main

Tel. 069 / 234847 u. 556394

اوقاتِ نماز ماہ جولائی ۱۹۹۱ء

تاریخ DATUM	فجر FAJR	ظہر SOHAR	عصر ASSR	مغرب MAGHRIB	عشاء ISCHA
یکم جولائی	۳،۵۹			۲۱،۴۳	۲۳،۰۳
۲	۴،۰۰			۲۱،۴۳	۲۳،۰۳
۳	۴،۰۱	↓	↓	۲۱،۴۳	۲۳،۰۳
۴	۴،۰۱			۲۱،۴۲	۲۳،۰۲
۵	۴،۰۲			۲۱،۴۲	۲۳،۰۲
۶	۴،۰۳			۲۱،۴۲	۲۳،۰۲
۷	۴،۰۴			۲۱،۴۱	۲۳،۰۱
۸	۴،۰۵			۲۱،۴۰	۲۳،۰۰
۹	۴،۰۵			۲۱،۴۰	۲۳،۰۰
۱۰	۴،۰۶			۲۱،۳۹	۲۲،۵۹
۱۱	۴،۰۷			۲۱،۳۸	۲۲،۵۸
۱۲	۴،۰۸			۲۱،۳۸	۲۲،۵۸
۱۳	۴،۰۹			۲۱،۳۷	۲۲،۵۷
۱۴	۴،۱۰			۲۱،۳۶	۲۲،۵۶
۱۵	۴،۱۲			۲۱،۳۵	۲۲،۵۵
۱۶	۴،۱۳			۲۱،۳۴	۲۲،۵۴
۱۷	۴،۱۴	۱۳،۳۰	۱۷،۰۰	۲۱،۳۳	۲۲،۵۳
۱۸	۴،۱۵			۲۱،۳۲	۲۲،۵۲
۱۹	۴،۱۶			۲۱،۳۱	۲۲،۵۱
۲۰	۴،۱۷			۲۱،۳۰	۲۲،۵۰
۲۱	۴،۱۹			۲۱،۲۹	۲۲،۴۹
۲۲	۴،۲۰			۲۱،۲۸	۲۲،۴۸
۲۳	۴،۲۱			۲۱،۲۷	۲۲،۴۷
۲۴	۴،۲۲			۲۱،۲۵	۲۲،۴۵
۲۵	۴،۲۴			۲۱،۲۴	۲۲،۴۴
۲۶	۴،۲۵			۲۱،۲۳	۲۲،۴۳
۲۷	۴،۲۶			۲۱،۲۱	۲۲،۴۱
۲۸	۴،۲۸			۲۱،۲۰	۲۲،۴۰
۲۹	۴،۲۹	↑	↑	۲۱،۱۹	۲۲،۳۹
۳۰	۴،۳۰			۲۱،۱۷	۲۲،۳۷
۳۱	۴،۳۲			۲۱،۱۶	۲۲،۳۶

جرمنی کے مختلف شہروں میں وقت کا فرق

شہروں کے نام STADT NAME	طلوعِ آفتاب SONNEN AUFGANG	غروبِ آفتاب SONEN UNTERGANG
BERLIN	-۳۰	-۰۷
HUMBURG	-۲۴	+۱۰
AACHEN	+۰۷	+۱۴
KÖLN	+۰۴	+۱۱
MÜNCHEN	-۰۴	+۰۶
STUTTGART	+۰۳	-۰۷
BREMEN	-۱۵	+۱۲
HANNOVER	-۱۴	+۰۶
MANHEIM	+۰۳	-۰۲
DORTMUND	-۰۲	+۱۱

طاہر محمود سیکریٹری تعلیم جماعت احمدیہ ——— جرمنی

ذرا کیجیے پیدا یقیں آپ بھی

چلے آئیں اب تو قریں آپ بھی
کوئی اجنبی تو نہیں آپ بھی
جہاں ہم نے رکھ دی ہے اپنی جبیں
وہاں آ کے رکھ دیں جبیں آپ بھی
بڑی دلنشیں ہے مسیحا کی بات
یہ کر لیجیے دل نشیں آپ بھی
جہاں اپنی مرضی سے ہم آ گئے
پہنچ جائیں گے خود وہیں آپ بھی
بہت دُور بھی عرش و کرسی نہیں
ذرا کیجیے پیدا یقیں آپ بھی
حذر آہِ مظلوم سے چاہیئے
نہ آ جائیں زد میں کہیں آپ بھی
چلائیں نہ یوں مطمئن ہو کے تیر
حرم کے کبوتر نہیں آپ بھی
ذرا بات ناہید کی سُن تو لیں
عبث ہوں نہ چیں برجبیں آپ بھی

عبدالمنان ناہید

امور رشتہ ناطہ سے متعلق درخواست

۱۔۔۔ اس امر کو شدت سے محسوس کیا جارہا ہے کہ احباب جماعت جب بھی شعبہ رشتہ ناطہ کو بغرض رشتہ کوائف فارم جمع فرماتے ہیں تو اس امر کا خیال نہیں فرماتے کہ جب بھی اُن کے پوسٹ ایڈریس یا فون نمبر میں کوئی تبدیلی واقع ہو تو وہ اس امر سے شعبہ ہذا کو مطلع فرمائیں۔

۲۔۔۔ علاوہ ازیں یہ بھی محسوس کیا جارہا ہے اکثر دوست نکاح واقع ہونے کے بعد شعبہ ہذا کو باقاعدہ مطلع نہیں فرماتے کہ ان کی شادی ہو گئی ہے جس کے نتیجہ میں اُن کا کوائف فارم باقاعدہ رشتہ ناطہ کے لئے استعمال ہوتا رہتا ہے جو کہ بعض انتظامی رکاوٹیں کھڑی کر دیتا ہے۔ احباب ان امور کی طرف توجہ فرمائیں۔

۳۔۔۔ ہمارے شعبہ کے پاس اس وقت ہر قسم کے اچھے رشتے موجود ہیں۔ خواہش مند حضرات شعبہ سے رجوع فرمائیں یا خط لکھیں۔

۴۔۔۔ جرمنی سے باہر جانے والے نکاح فارم کی تصدیق کے لئے متعلقہ صدر کا تعارفی رقعہ جس میں یہ وضاحت ہو کہ لڑکا/لڑکی پیدائشی احمدی ہے۔ یا تاریخ بیعت کا اندراج ہونا ضروری ہے۔ نیز یہ بھی تحریر فرمائیں کہ لڑکا/لڑکی کا نکاح اوّل ہے یا جو بھی صورت ہو۔ طلاق اور خلع کی صورت میں طلاق نامہ، خلع نامہ لگانا ضروری ہے جس میں وضاحت ہو کہ فریقین کے حقوق ادا ہو چکے ہیں۔

۵۔۔۔ رشتہ ناطہ کے لئے مندرجہ ذیل احباب سے رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

- چوہدری شریف خالد صاحب نائب امیر دوم ۲۶۲۴۶ ۰۶۰۷۴
- قاضی طاہر احمد صاحب سیکرٹری رشتہ ناطہ ۳۲۹۴۱ ۰۶۰۷۴
- ملک سعادت احمد صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری رشتہ ناطہ ۷۸۴۴۶۲ ۰۶۹
- عبدالرشید صاحب ساجد معاون شعبہ رشتہ ناطہ ۳۸۷۴۰۸ ۰۶۹

رشتہ ناطہ کا دفتر نور مسجد میں عموماً ہفتہ سے جمعرات تک ۱۱ بجے سے ۵ بجے تک کھُلا رہتا ہے۔ اس دوران مکرم عبدالرشید صاحب ساجد سے اس فون نمبر پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ ۴۸۱۴۸۵ ۰۶۹

قاضی طاہر احمد سیکرٹری رشتہ ناطہ ـــــــــ جرمنی

اہم اعلان

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں جملہ جماعتوں کو تاکید کی جاتی ہے کہ آئندہ سے براہ راست اپنی رپورٹوں کو سلسلہ کے اخبارات و رسائل (الفضل وغیرہ) میں اشاعت کے لئے پاکستان نہ بھجوایا کریں۔ اگر کوئی رپورٹ شائع کروانا چاہتے ہیں تو امیر صاحب کی وساطت سے ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن کو بھجوائیں وہ جن رپورٹوں کے لئے مناسب خیال فرمائیں گے ان کو اشاعت کے لئے متعلقہ اخبارات کو بھجوا دیا کریں گے۔

منصور احمد خان ـــــــــ وکیل التبشیر

مشرقی حصہ جرمنی میں قائم ہونے والی پہلی جماعت

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں مشرقی حصہ جرمنی کے شہر DESSAU کو یہ خصوصی امتیاز حاصل رہے گا کہ اشتراکی تسلط سے آزادی کے بعد وہاں سب سے پہلے جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ یہ جماعت LEIPZIG ریجن کی بھی پہلی جماعت ہے۔ ماہ مئی ۱۹۹۱ء میں مکرم لئیق احمد صاحب منیر مبلغ سلسلہ کولون نے LEIPZIG تشریف لے جاکر وہاں بطور ریجنل امیر کام کا آغاز کیا تھا۔ اگلے روز ۱۲ افراد پر مشتمل جماعت کا قیام عمل میں لایا گیا اور جماعتی عہدیداران کا انتخاب کروایا گیا۔

اللہ تعالیٰ DESSAU میں جماعت کا قیام بابرکت فرمائے اور اسلام کی تبلیغ کے لئے بہتر اور مفید نتائج کا باعث ہو۔ احباب کی سہولت کے لئے LEIPZIG مشن کا ایڈریس شائع کیا جارہا ہے۔

L.A.MUNIR
PAPIERMUHL STR-۱۲
O-۷۰۲۷ LEIPZIG

لجنہ اماء اللہ فرینکفرٹ ریجن کی طرف سے مینا بازار

۱۹ مئی ۱۹۹۱ء بروز اتوار ناصر باغ گیروس گیراؤ میں ممبرات لجنہ اماء اللہ فرینکفرٹ ریجن کی کوششوں سے ایک کامیاب مینا بازار کا انعقاد عمل میں آیا۔ ریجن کی ایک بہت بڑی تعداد نے پورے جوش و خروش کے ساتھ مینا بازار کی کامیابی میں حصّہ لیا۔ علاوہ ازیں جرمن، امریکن، انڈین اور پاکستانی خواتین بھی کافی تعداد میں تشریف لائیں۔ مینا بازار کا افتتاح روزنامہ جنگ لندن کی کالم نویس محترمہ ثریا شہاب نے کیا جبکہ SPD کے مقامی لیڈر کی اہلیہ نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ اس سے قبل تلاوت و نظم کے بعد جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ نے مینا بازار کے انعقاد کی غرض و غائت بیان کیں اور مہمان خصوصی کا تعارف کروایا۔ اس موقعہ پر صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی نے بھی تقریر کی۔ مینا بازار میں ۴۰ مختلف سٹال لگائے گئے۔ اس موقعہ پر لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کی کھیلوں کا پروگرام بھی ہوا۔ مینا بازار سے ہونے والی آمدنی دو ہزار چھ سو جرمن مارک افریقہ کے غرباء فنڈ میں دے دی گئی۔

رضیہ وسیم ـــــــــ فرینکفرٹ

جماعت FREIBURG کے ایک ممبر مکرم نسیم احمد خان نے مورخہ ۱۶ اپریل کو عید کے روز اپنے ہاں عید ملن پارٹی کا اہتمام کیا جس میں مقامی انتظامیہ کے تقریباً دس جرمن احباب اور شہر SHALLSTADT BEI FREIBURG کے میئر بھی شامل ہوئے۔ میئر جناب DIETER REHM کو جرمن قرآن کریم کا تحفہ دیا گیا۔ اسی طرح مکرم محمد امین باجوہ نے ۶ جرمن احباب کو عید کے روز کھانے پر مدعو کیا اور عید کی اہمیت مہمانوں پر واضح کی۔

محمد اسلم یوسف جنرل سیکرٹری ـــــــــ FREIBURG

جماعت LIMBURG

احباب جماعت نے اپنی خدمات سٹی کونسل کو پیش کیں جس کو قبول کرتے ہوئے انہوں نے ایک بلڈنگ میں کام کرنے کی پیش کش کی۔ چنانچہ دس خدام نے ۴۰ گھنٹے تک بلا معاوضہ کام کیا جس کو مقامی انتظامیہ کی طرف سے سراہا گیا۔ اللہ تعالیٰ سب کام کرنے والوں کی خدمت کو قبول فرمائے اور جماعت کے لئے بہتر نتائج کا پیش خیمہ ثابت ہو (آمین)

ناصر احمد صدر جماعت ـــــــــ لمبرگ

دعائے خاص کی تحریک

مکرم ومحترم مولانا عطاء اللہ کلیم سابق مشنری انچارج جرمنی حال مقیم امریکہ کی اہلیہ صاحبہ محترمہ ایک لمبے عرصہ سے صاحبِ فراش ہیں۔ محترم مولانا نے تمام احباب وخواتین جرمنی کی خدمت میں عاجزانہ دعا کی درخواست کی ہے۔ دعائے خاص کی تحریک کے طور پر مولانا محترم کا تازہ مکتوب شائع کیا جارہا ہے۔

(ایڈیٹر)

عزیزم مکرم عرفان احمد خاں صاحب

واھلکم وعیالکم اطال اللہ بقاءکم واسبغ علیکم

نعمہ ظاھرۃ وباطنۃ وعافاکم من کل شر وآفۃ

واعطاکم حسنات الدنیا والاخرۃ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

.... ہاں تو دعا کی غرض سے تحریرِ خدمت ہے کہ اہلیہ ام کو ۱۸ مارچ کو ہارٹ اٹیک ہوا فوری ہسپتال پہنچایا ایک ہفتہ INTENSIVE CARE UNIT میں اور گیارہ دن PROGRESSIVE UNIT میں زیر علاج رہنے کے بعد ایمبولینس نے گھر پہنچایا۔ نصف اپریل میں کمر کے نچلے حصہ میں شدید درد شروع ہوگئی۔ ڈاکٹرز نے BONE AND CT.SCANING کیا تو معلوم ہوا کہ کمر میں ٹیومر ہوگئی ہے۔ پھیپھڑوں میں سے تین ٹیومرز ۸۹ء میں سرجری سے نکالے گئے تھے باقی چھوٹے ٹیومرز کا RADIATION سے علاج ہوتا تھا۔ اب کمر میں ہونے کا معلوم کر کے بہت تشویش کا موجب ہوا اس سلسلہ میں علاج کے لئے ڈاکٹرز سے مشورے ہو رہے تھے کہ ۱۶ مئی کو سانس کی شدید تکلیف اور سینہ میں درد شروع ہوگیا فوری ایمبولینس کے ذریعہ ہسپتال پہنچایا جہاں معائنہ کے بعد INTENSIVE CARE میں رکھا گیا۔ ۲۰ مئی کو ڈسچارج ہو کر بذریعہ ایمبولینس گھر لا رہے تھے کہ راستہ میں سانس کی تکلیف اور سینہ میں درد شروع ہوگیا چنانچہ راستہ ہی سے واپس ہسپتال لے گئے جہاں ۲۳ مئی کو کیتھرائزیشن ہوئی اور ۲۴ مئی کو ایمبولینس گھر لائی۔ کمزوری بہت ہے بھوک ختم ہے خوراک نہ ہونے کے برابر، کمر کی درد متواتر اب اس کی ٹیومر کی ریڈی ایشن کروائی ہے۔ کتنی تفصیل میں چلا گیا ہوں صرف اس لئے کہ معجزانہ شفاء کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی تحریک کر سکوں لہٰذا خود بھی دعا فرمائیں اور احباب وخواتین جماعت سے خاکسار کی طرف سے دعا کی التماس کر دیں جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

۳۶۰۸ BUCKMAN RD # ۳۰۲
ALEXANDRIA, VA-۲۲۳۰۹
U.S.A

اعلان برائے جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ میں شمولیت کرنے والے احباب سے گذارش ہے کہ وہ اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا KRANKENSCHEIN اپنے ہمراہ لائیں تاکہ بوقتِ ضرورت کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئے۔

محمد شریف خالد افسر جلسہ سالانہ ــــــــ جرمنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ وعلی عبدہ المسیح الموعود

طاہرہ صدیقہ ناصر، بیگم حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ (ربوہ)

مکرم ایڈیٹر صاحب اخبار احمدیہ۔ جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اخبار احمدیہ جرمنی کا "مسیح موعود نمبر" ملا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ رسالے کو دیکھ کر اور اس کے مندرجات کو پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ کیسے اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں سے ایک ملک میں راستے مسدود ہونے پر اور ہزاروں راستے اسلام اور احمدیت کی ترقی کے کھولتا چلا جارہا ہے۔ الحمد للہ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے معاونین کو بہترین جزاء دے اور مزید ترقیات آپ کی جماعت کو عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

طاہرہ صدیقہ ناصر

فرینکفرٹ ایئرپورٹ پر سوشل سروس کے نئے دفتر کا افتتاح

رائن مائن ایئرپورٹ فرینکفرٹ پر سوشل سروس کا ادارہ ۱۹۷۵ء سے خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ ۱۲ جون کو اُن کے نئے دفتر کا افتتاح عمل میں آیا جس میں شہر کی ممتاز شخصیات نے شرکت کی۔ فرینکفرٹ میں موجود سوشل ادارہ کے نمائندگان بھی تشریف لائے۔ ہال B اور C کے درمیان ایک تصویری نمائش کا اہتمام کیا گیا تھا۔ پورا دن ایک ایک گھنٹہ کے وقفہ سے ایک ویڈیو فلم بھی دکھائی جاتی رہی۔ جس میں ایئرپورٹ پر سوشل سروس کی کارکردگی کی عکس بندی کی گئی تھی۔ سوشل سروس کی انچارج FRAU PETASH-MÖLLINGEN نے پریس کانفرنس سے خطاب کے دوران بتایا کہ اس وقت ۴۳ افراد اس ادارہ میں خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ معذور مسافروں کو جہاز تک پہنچانے اور لے کر آنے کی ذمہ داری کے علاوہ ایئرپورٹ پر موجود چھوٹے سے ہسپتال میں بھی بوقت ضرورت مسافروں کی خدمت سرانجام دی جاتی ہے۔ ایسے لوگ جو ایئرپورٹ پر سیاسی پناہ کی درخواست دیتے ہیں اُن کے کیس کے ابتدائی فیصلہ تک اُن کو کھانا وغیرہ مہیا کرنا۔ بچوں کو خوراک مہیا کرنا اور دیگر ضروریات کا خیال رکھنا بھی ان خدمات میں شامل ہے۔

نئے دفتر کے افتتاح پر MRS PETASH-MÖLINGEN پریس کانفرنس سے خطاب کر رہی ہیں

درخواستِ دُعا

۱ــــ مکرم منیر احمد صدیقی آف SELINGENSTADT ایک لمبے عرصہ سے بیمار ہیں احباب جماعت سے اُن کی کامل شفایابی و تندرستی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

۲ــــ مکرم عبدالشکور صاحب کا لڑکا عزیزم عرفان احمد عرصہ ایک سال سے زائد بیمار ہے۔ ایک ایکسیڈنٹ کے نتیجہ میں عزیزم کے دماغ پر چوٹ آئی تھی۔ ابھی تک چلنے پھرنے سے بھی معذور ہے۔ احباب جماعت سے دردمندانہ دعا کی درخواست کی جاتی ہے ــــــــــ (ادارہ)

ولادت

رانا سعید احمد خان (آف فرینکفرٹ) کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۸ جون ۱۹۹۱ء بروز ہفتہ دوسرے بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام حضور اقدس نے کاشف احمد تجویز فرمایا ہے۔ نومولود محترم حضرت منشی برکت علی خاں صاحب سابق وکیل المال اوّل تحریک جدید کا پڑپوتا اور محترم سعادت احمد صاحب مرحوم مغفور کا پوتا ہے اور تحریک وقفِ نو میں شامل ہے۔ نومولود کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچہ کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے نیک خادم دین بنائے اور والدین کے لئے قرۃ العین۔

رانا سعید احمد ــــــــــ فرینکفرٹ

آمین

۱ــــ میری بیٹی عزیزہ نعیمہ عنبر نے بعمر ۷ سال ۲ ماہ قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ بچّی کو نیک اور سچا خادمہ دین بنائے۔ آمین۔

محمد یوسف ــــــــــ فرینکفرٹ

۲ــــ خاکسار کی بیٹی عزیزہ عائشہ احمد نے ۱۲ سال کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کیا ہے۔ اس موقعہ پر دعا کی غرض سے آمین کی تقریب منعقد کی گئی جس میں ۱۱ بچوّں نے شرکت کی۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ بچّی کو قرآنی علوم سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے کی توفیق بخشے (آمین)

طاہر احمد ــــــــــ HILDEN

دُعائے مغفرت

۱ــــ مکرم رانا نثار احمد آف FREIBURG کی والدہ محترمہ مورخہ ۱۴ اپریل کو سرگودھا پاکستان میں وفات پا گئی ہیں۔ اس سے تین ہفتے قبل مکرم رانا نثار صاحب کے بہنوئی مکرم قیصر احمد بعمر ۳۵ سال وفات پا گئے تھے۔ احباب سے دونوں مرحومین کے بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

محمد اسلم یوسف ــــــــــ FREIBURG

۲ــــ خاکسار کے والد مکرم محمد اسلم باجوہ مورخہ ۳۰ مئی ۹۱ء کو سیالکوٹ میں وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم ایک کامیاب داعی الی اللہ تھے۔ ضلع سیالکوٹ میں بہت سے لوگ آپ کی تبلیغ کے نتیجہ میں احمدیت میں داخل ہوئے۔ آپ ایک لمبا عرصہ تک مجلس موصیان کے صدر بھی رہے۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔ احباب جماعت والد صاحب مرحوم کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

مقصود احمد باجوہ ــــــــــ بادتوبائم

۳ــــ خاکسار کے والد مکرم ملک فتح محمد آف دارالرحمت ربوہ وفات پا گئے ہیں آپ واقفِ زندگی تھے اور ایک لمبا عرصہ تحریک جدید، انجمن احمدیہ میں کام کرنے کے بعد اب ریٹائر ہو چکے تھے۔ تمام احباب سے ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ملک نجاح الدین ــــــــــ آوگسبرگ

مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۹۱ء کو مکرم محمد مستقیم صاحب آف WALDORF کی اکلوتی صاحبزادی عزیزہ فانتہ مستقیم ایک حادثہ کے نتیجہ میں وفات پا گئیں۔ اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلیہ راجعون۔ عزیزہ کی عمر صرف ۹ سال تھی۔ اُن کی نماز جنازہ مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی امام مسجد نور نے پڑھائی۔ بعد ازاں اُن کو WALDORF کے مقامی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ نماز جنازہ میں فرینکفرٹ ریجن کے احباب بڑی کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ بچّی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور والدین کو صبر جمیل سے نوازے ــــــــــ (ادارہ)

شکریہ احباب

خاکسار کی بچّی عزیزہ فانتہ کی اچانک حادثاتی وفات پر جماعت جرمنی کے بہت سے احباب و خواتین نے خاکسار کے مکان پر حاضر ہو کر دلی تعزیت کا اظہار فرمایا اور ہم دونوں کو ہر طرح سے تسلّی دی۔ ہم دونوں ان تمام احباب و خواتین کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں اور دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حافظ و ناصر ہو۔

بیگم و محمد مستقیم ــــــــــ WALDORF

نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے ٹرکش احمدی بھائی مکرم اُرہان YALNIZ کے والد محترم جناب HAMDI YALNIZ مورخہ ۲۰ جون بروز جمعرات صبح دو بجے ترکی میں وفات پا گئے ہیں۔ اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلیہ راجعون۔ وفات کے وقت اُن کی عمر ۷۱ سال تھی۔ ہفتہ کے روز بعد نماز ظہر اُن کی تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اُن کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

برادرم اُرہان کی والدہ محترمہ SALIHA YALNIZ ایک عرصہ سے دل کے عارضہ اور گردوں کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں۔ سب احباب سے اُن کی شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے ــــــــــ (ادارہ)

URHAN. YALNIZ

MAHRECKER STR-1 ٦٠٠٠ FRANKFURT-٥٠

TEL: ٠٦٩-٥٣٩٥٣٠

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

واجعل لي من لدنك سلطناً نصيراً

انا فتحنا لك فتحاً مبيناً

ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة

خلیفۃ المسیح الرابع

امام جماعت احمدیہ

لندن

16.5.91

پیارے عزیزم محترم مسعود احمد صاحب جہلمی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے جرمنی میں قیام کے دوران آپ اور آپ کے ساتھیوں نے غیر معمولی اخلاص اور محبت و پیار کا اظہار کیا ہے۔ پروگراموں کو کامیاب نبھانے کیلئے سبھی لگن سے کام کیا ہے جو بے حد قابل قدر ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے معاونین کو تیزی سے بڑھتی ہوئی جماعت کیلئے بے لوث خدمت کی توفیق دے۔ صحت و سلامتی سے رکھے اور غیر معمولی کامیابیاں عطا فرمائے اور سلسلہ کا نام روشن کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔

تمام ساتھیوں کو میرا محبت بھرا سلام دیں۔

میں آپ سب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میرے قیام کو بامقصد بنانے کی بھرپور کوشش کی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

مبلغ انچارج

جرمنی

LAND & LEUTE

Aktuelles, Infos, News +++ Aktuelles, Infos, News +++ Aktuelles, Infos, News +++ Aktuelles, Infos, News +++ Aktuelles, I... News +++

Mit Toleranz die Welt friedlich missionieren

Ahmadiyya-Gemeinde setzt auf Verständigung

BOPPARD (cb). Der Islam ist in aller Munde. Spätestens seit dem Krieg am Golf ist das Interesse an dieser Religion weltweit gestiegen. So war es dann auch nicht verwunderlich, daß Anfang Mai ein Empfang der seit Oktober 1990 bestehenden Ahmadiyya-Muslim-Gemeinde Boppard zu Ehren von Bürgermeister Wolfgang Gipp großes Interesse der Bevölkerung hervorrief. Die Veranstaltung sollte dazu dienen, den Islam näher kennenzulernen und Vorurteile abzubauen.

Die Ahmadiyya-Bewegung, die weltweit zwölf Millionen Mitglieder zählt, wurde 1889 in Indien gegründet und versteht sich als eine rein islamische Bewegung. Sie hat sich zum Ziel gesetzt, die ganze Welt auf der Basis der Religion zu vereinigen. Daß dies nur mit Toleranz und friedlichen Mitteln anstatt mit Heiligem Krieg zu bewerkstelligen ist, steht für die Ahmadiyya-Muslime außer Frage.

Der Begriff des Heiligen Krieges, »Djehad« genannt, wurde und wird immer wieder falsch ausgelegt. So bedeutet »Djehad« im ursprünglichen Sinn lediglich, sich für eine gute Sache einzusetzen und gegen eigene Schwächen und Unzulänglichkeiten zu kämpfen. Die Verbreitung des Islam durch Gewalt ist eine falsche, unbegründete These.

Getreu ihrem Wahlspruch »Liebe für alle - Haß für keinen« treten die Ahmadiyya-Muslime für eine friedliche Missionierung der Welt im Geiste des Islam, zugleich aber auch für eine kooperative Zusammenarbeit mit Andersgläubigen ein.

Daß dies nicht nur eine leere Floskel ist, sondern auch in der Praxis so gehandhabt wird, wurde auf dem Empfang belegt, der im katholischen Gemeindezentrum St. Michael stattfand und bei dem geistliche Vertreter beider örtlichen christlichen Gemeinden sowie der Ökumenereferent des Bistums Trier, Siegfried Schmidt, anwesend waren. Dieser betonte in seiner Ansprache, daß die Toleranz und die Fähigkeit, aufeinander einzugehen, die Zukunft der Koexistenz der drei großen monotheistischen Religionen (Islam, Christentum, Judentum) bestimmen müsse. Daß dieser Dialog zwar erst am Anfang stehe, weil sich bisher keine der drei Religionen einer gewissen Überheblichkeit entledigen konnte, sah Schmidt als Chance, es in Zukunft besser zu machen, denn »diese Religionen haben die Aufgabe, die Barmherzigkeit Gottes zu leben«.

Dies unterstützte auch Naseer A. Bhatti, Präsident der Ahmadiyya-Gemeinde Boppard, der in seiner Rede daran erinnerte, daß alle Religionen ein- und dieselbe Basis haben: Gott. Die Widersprüche seien also nur scheinbar vorhanden, und deshalb gelte es nun, auf allen Ebenen gute Zusammenarbeit zu demonstrieren.

Eine gute Zusammenarbeit, so Bhatti, herrsche auch zwischen der Ahmadiyya-Gemeinde Boppard und der Stadtverwaltung. So habe Bürgermeister Wolfgang Gipp stets ein offenes Ohr für die Probleme und Anliegen der Gemeinde gezeigt und sich immer als bereitwilliger Helfer erwiesen.

Als Dank an Pfarrer Assmann, der der Ahmadiyya-Gemeinde die Räume des katholischen Gemeindezentrums zur Verfügung stellte, überreichte der Vorsitzende der Ahmadiyya-Gemeinde Deutschland, Abdullah Wagishauser, einen wertvollen Wandteller (Foto oben). Foto: cb

Herausgeber (Publisher): Ismail Noori, Sec. Ishaat · Babenhäuser Landstr. 25 · D-6000 Frankfurt am Main 70
Tel. (0 69) 68 14 85 / 68 10 62 · Fax (0 69) 68 65 04 · Telex 41 6187 islam d · Telegr.-Adr.: »Islam« Frankfurt/M.